یا اللہ
یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ماہنامہ
فیضِ عالم
بہاولپور۔پاکستان
بافیضانِ نظر:
قبلہ مفتی محمد فیض احمد اُویسی نور اللہ مرقدہ
مدیر اعلیٰ
صاحبزادہ حضرت علامہ مفتی عطاء الرسول اُویسی رضوی مدظلہ العالی
مدیر
صاحبزادہ حضرت علامہ مفتی محمد فیاض احمد اُویسی رضوی مدظلہ العالی
مقام اشاعت: دار العلوم جامعہ اُویسیہ رضویہ
(سیرانی مسجد بہاولپور پاکستان)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡكَ یَا رَحۡمَۃً لِّلۡعَالَمِیۡنَ ﷺ

ماھنامہ فیضِ عالم

اپریل ۲۰۱۶ء

جمادی الآخر ۱۴۳۷ھ

مدیر اعلیٰ

صاحبزادہ حضرت علامہ مفتی عطاء الرسول اُویسی رضوی مدظلہ العالی

مدیر

صاحبزادہ حضرت علامہ مفتی محمد فیاض احمد اُویسی رضوی مدظلہ العالی

نوٹ: اگر اس رسالہ میں کمپوزنگ کی کوئی بھی غلطی پائیں تو برائے کرم ہمیں مندرجہ ذیل ای میل ایڈریس پر مطلع کریں تا کہ اُس غلطی کو صحیح کرلیا جائے۔ (شکریہ)

faizahmedowaisi011@gmail.com admin@faizahmedowaisi.com

﴿سر فہرست﴾

صفحہ نمبر	عنوان

حضور جانتے ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم)

حُدودِ طائرِ سدرا حضور جانتے ہیں کہاں ہے عرشِ معلٰی حضور جانتے ہیں

پہنچ کے سدرہ پہ روح الامین یہ بولے کہ اس سے آگے کا رستہ حضور جانتے ہیں

بروزِ حشر شفاعت کریں گے چن چن کر ہر اک غلام کا چہرہ حضور جانتے ہیں

بروزِ حشر شفاعت کریں گے آپ لیکن؟ اگر ہوا یہ عقیدہ حضور جانتے ہیں

بلا بھی سکتے ہیں آپ اور آ بھی سکتے ہیں کہ دوریوں کو مٹانا حضور جانتے ہیں

اُنہیں خبر ہے کہیں سے پڑھو درود اُن پر تمام دہر کا نقشہ حضور جانتے ہیں

میں اس یقین سے نکلا ہوں جانبِ طیبہ میرے سفر کا ارادہ حضور جانتے ہیں

قیامت آئے گی کب اُن کو علم ہے سرورؔ ظہورِ کن کا بھی لمحہ حضور جانتے ہیں

جو ہو چکا ہے جو ہو گا حضور جانتے ہیں تیری عطا سے خدایا حضور جانتے ہیں

وہ مومنوں کی تو جانوں سے بھی قریب ہوئے کہاں سے کس نے پکارا حضور جانتے ہیں

ملے تھے راہ میں نو بار کس لیے موسیٰ یہ دیدِ حق کا بہانہ حضور جانتے ہیں

میں چپ کھڑا ہوں مواجہ پہ سر جھکائے ہوئے سناؤں کیسے فسانہ حضور جانتے ہیں

چھپا رہے ہیں لگاتار میرے عیبوں کو میں کس قدر ہوں کمینہ حضور جانتے ہیں

ہرن نے اونٹ نے چڑیوں نے کی یہی فریاد کہ اُن کے غم کا مداوا حضور جانتے ہیں

نہیں ہے زادِ سفر پاس جن غلاموں کے اُنہیں بھی در پہ بلانا حضور جانتے ہیں

خدا ہی جانے عبیدؔ اُن کو ہے پتا کیا کیا ہمیں پتا ہے بس اتنا حضور جانتے ہیں

صلیٰ اللہ علیہ و آلہٖ وسلم

میں سوچتا رہا اور روتا رہا پھر اس نتیجہ پر پہنچا کہ جہاں علم کی انتہاء ہوتی ہے وہاں سے فضل الٰہی کی ابتدا ہوتی ہے، کتنے ہی اسلام کے شیخ اور علم کے امام سمجھنے والے، لاکھوں کا مجمع جمع کر کے خود کو ممتاز سمجھنے والے منتظر کھڑے رہ گئے اور یہ سراپا عشق و محبت و سادگی کا پیکر آغوش مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں جا کر ممتاز ہو گیا۔ ایک طرف لفظوں سے کھیلنے والے ہمارے

خطباء وعلماء کو بہت خاموشی سے فکر عشق کے اسرار سمجھا گیا تو دوسری طرف طاقتوں کے نشے میں چور فوج، عدلیہ، حکومت ،میڈیا تمام قوتوں کو شکست فاش دیکر اصل طاقت کا پتہ بتا گیا۔ "و تعز من تشاء و تذل من تشاء"

﴿گستاخ کا ماورائے عدالت قتل اور کیس تاجدار کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں﴾

سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جانثار صحابہ کی مجلس میں اس شان سے تشریف فرما تھے گویا چودھویں کے روشن چاند کے ارگرد اگر دستاروں کی حسین محفل سجی ہے۔۔ دریں اثناء ایک قتل کا مقدمہ پیش ہوا......ہوایوں کہ ایک باندی کو کسی نے قتل کردیا تھا اور قاتل کا کچھ پتہ نہ تھا، مقدمہ کی صورت حال پیچیدہ ہورہی تھی، جب کسی طرح قاتل کا نشان معلوم نہ ہوا تو آقا علیہ السلام نے اہلِ مجلس سے مخاطب ہو کر فرمایا: "انشد اللّٰہ رجلا لی علیہ حق فعل ما فعل الا قام" جس شخص نے بھی یہ کام کیا ہے، اور میرا اس پر حق ہے تو اسے میں اللہ کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ وہ کھڑا ہو جائے آقا کریم علیہ السلام کی زبان مبارک سے یہ الفاظ سن کر ایک نابینا صحابی اس حالت میں کھڑے ہوئے کہ ان کا بدن کانپ رہا تھا، اور عرض گذار ہوئے کہ یارسول اللہ میں اس کا قاتل ہوں، یہ میری ام ولد تھی اور اس کی میرے ساتھ بہت محبت اور رفاقت تھی، اس کے بطن سے میرے دوموتیوں جیسے خوبصورت بچے بھی تھے، لیکن یہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی شان اقدس میں گستاخی کیا کرتی اور آپ کو برا بھلا کہا کرتی تھی، میں اس کو روکتا مگر یہ نہ رکتی، میں اسے دھمکاتا پر یہ باز نہ آتی۔ ''کل رات اس نے آپ کا ذکر کیا اور آپ کی شان اقدس میں گستاخی کی تو میں نے ایک چھری اٹھائی اور اس کے پیٹ پر رکھ کر اس چھری پر اپنا بوجھ ڈال دیا یہاں تک کہ یہ مرگئی''، نابینا صحابی یہ سارا واقعہ سنا کر خاموش ہو چکے تھے۔ معاملہ بہت نازک اور کیس سیدھا سیدھا ''دہشت گردی'' بلکہ ''فوجی عدالت'' کا تھا۔ ایک شخص نے ''قانون ہاتھ میں لے لیا تھا، ''از خود مدعی اور از خود جج'' بنتے ہوئے ایک انسان کو قتل کردیا تھا، ''حکومت کی رٹ''، چیلنج ہو چکی تھی۔ حکومت بھی فوجی آمریا نام ونہاد جمہوریت ...وغیرہ وغیرہ کی نہیں، خود سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی۔۔۔ محض مذہبی جذبات کی بناء پر ایک انسان کو قتل کیا جا چکا تھا۔ عدالت میں کوئی کیس، تھانے میں کوئی رپٹ درج کرائے بغیر۔۔۔۔۔!! ''مذہبی جنونیت'' کی روک تھام شاید بہت ضروری تھی اور "جذباتیت" کا قلع قمع بھی۔۔۔ پھر وہ لب ہلے جو "ان ھو الا وحی یوحی" کی سند لئے ہوئے تھے۔ جن کا ہلنا بھی وحی، جن کا خاموش رہنا بھی وحی تھا، جن سے نکلے ہوئے الفاظ قیامت تک کے لئے قانون بن جاتے تھے، جن کا غصہ بھی برحق اور جن کا رحم بھی برحق تھا، جو جان بوجھ کر باطل کہہ نہیں سکتے تھے اور خطا پر ان کا

رب ان کو باقی رہنے نہیں دیتا تھا۔۔۔سب کان ہمہ تن گوش تھے، فضاء میں ایک آواز گونجی، وہی آواز جو صداءِ حق تھی۔۔۔"الا... !اشھدوا... !ان دمھا ھدر" سنو۔۔۔! گواہ ہو جاؤ۔۔ اس لونڈی کا خون رائیگاں ہے۔(اس کا کوئی قصاص نہیں)۔

(سنن نسائی، ابو داؤد، کتاب الحدود باب الحکم فیمن سَبَّ النَّبِیَّ ﷺ سنده صحیح)

قانون کو ہاتھ لینا؟: ہمارے ہاں عموماً یہ ذہن پایا جاتا ہے کہ کسی بھی جرم پر سزا دینے کا اختیار صرف اور صرف حکومت کے ہاتھ میں ہے اور عوام الناس اس معاملے میں بالکل ہی بے اختیار ہیں، یہ بات اکثر معاملات میں صحیح ہونے کے باوجود من کل الوجوہ درست نہیں، بہت سے معاملات ایسے بھی ہیں جہاں اللہ، اس کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلامی قانون نے عام شہریوں کو بھی قانون ہاتھ میں لینے کا اختیار دیا ہے۔ اس کی چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔

۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "من اطلع فی دار قوم بغیر اذنھم ففقاؤا عینه فقد ھدرت عینه" یعنی جس شخص نے کسی قوم کے گھر میں جھانکا اور انہوں نے اس کی آنکھ پھوڑ دی تو اس کی آنکھ ضائع ہے، اس کا کوئی قصاص نہیں۔(رواہ ابو داؤد وسنده صحیح)۔

یہاں غیرت میں آ کر کسی کی آنکھ پھوڑ دینے والے کے لئے معافی کا اعلان ہے جبکہ اس کی اشارتاً بھی کوئی ہلکی سی مذمت نہیں کی گئی۔

۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "من قتل دون ماله فھو شھید ومن قتل دون دمه فھو شھید ومن قتل دون دینه فھو شھید و من قتل دون اھله فھو شھید" یعنی جو شخص اپنے مال کی حفاظت کرتا ہوا مارا جائے وہ شہید ہے، جو شخص اپنی جان کی حفاظت کرتا ہوا مارا جائے وہ شہید ہے، جو شخص اپنے دین کی حفاظت کرتا ہوا مارا جائے وہ شہید ہے، جو شخص اپنے گھر والوں کی حفاظت کرتا ہوا مارا جائے وہ شہید ہے۔(بخاری، جامع الصغیر)۔

یعنی اپنے مال، جان، عزت اور دین کی خاطر از خود ہتھیار اٹھا کر کسی سے لڑنے کے جائز ناجائز ہونے کی بحث کے بجائے اسے لڑتے لڑتے مر جانے کی ترغیب اور اس پر شہادت کی عظیم خوش خبری سنائی جا رہی ہے۔یہی بات اس سے بھی واضح الفاظ میں۔۔۔

۔۔۔۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص آیا اور اس نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اگر کوئی شخص مجھ سے میرا مال چھیننا چاہے تو آپ کیا فرماتے ہیں؟" اللہ کے پیارے محبوب

حاکم کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" فلا تعطه " یعنی اسے نہ دو! اس نے عرض کیا، اگر وہ مجھ سے لڑے تو؟ ''فرمایا کہ! تم بھی اس سے لڑو''، اس نے کہا، اگر وہ مجھے قتل کردے تو؟ ''فرمایا کہ! تو شہید ہے' عرض کیا کہ، اگر میں اسے قتل کردوں تو؟ ''فرمایا کہ! وہ جہنم میں جائے گا'' ۔(صحیح مسلم)۔

یعنی اس شخص کو ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھے رہنے کے بجائے خود اس دشمن سے محض مال کی خاطر لڑنے کی ترغیب دی جارہی ہے، اور اس لڑائی میں مارے جانے پر شہادت کی نوید سنائی جارہی ہے۔(جب محض مال کی خاطر ہتھیار اٹھانے، لڑنے اور مرنے مارنے کی اجازت ہے تو جان جہاں سرورِ سروراں محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ناموس... کیا مال سے بھی گئی گذری چیز ہے؟؟؟ جب اپنے گھر میں جھانکنے والے کی آنکھ پھوڑ دینے پر کوئی گناہ نہیں تو رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کی...... کیا ہماری عورتوں جتنی بھی وقعت نہیں؟؟ عبرت! عبرت!)۔

توہین رسالت کی صورت میں قانون ہاتھ میں لینا: جب اپنے مال، جان، عزت کی حفاظت میں قانون کو ہاتھ میں لے کر لڑ مرنا، دوسرے کو مار ڈالنا یا خود مر جانا جائز ہے، اور کوئی کسی کے گھر میں جھانکے تو مالک مکان کا غیرت میں آکر اس کی آنکھ پھوڑ دینے پر کوئی گناہ نہیں ہے تو بھلا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس کے تحفظ اور آپ کی عزت کے انتقام میں بے تاب ہو کر لڑ مرنا، بد بخت شاتم کے نجس وجود کا قصہ ختم کردینا یا خود اس جنون میں مر جانا کیوں افضل ترین عبادت اور اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے تقرب کا ذریعہ نہیں ہے؟ اس راستے میں جان کھو دینا کیوں شہادت نہیں ہے؟ سلام! اے ناموس رسول کریم ﷺ پر اپنی جان قربان کرنے والے شہیدوں تم پر لاکھوں سلام۔

احادیث وفقہ میں اس قسم کی بہت سی مثالیں مل سکتی ہیں، سمجھنے اور ماننے والے کے لئے اتنا ہی کافی ہیں، ضدی اور ہٹ دھرم پر قرآن کی آیات کا بھی کوئی اثر نہیں، اللہ جل شانہ ماننے کی توفیق عطاء فرمائے۔

سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس وعزت کا مسئلہ اس قدر حساس ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری زمانے سے آج تک کبھی مسلمانوں نے اس میں کسی مداھنت ونرمی سے کام نہیں لیا، جب بھی کسی گستاخ نے اپنی بدبختی سے ناموسِ محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ذرا بھی داغ لگانے کی کوشش کی ہے، اکثر وبیشتر کسی نہ کسی غیرت مند مسلمان نے کسی قانونی کاروائی کا تکلف کئے بغیر فی الفور اسے جہنم کا راستہ دکھا دیا ہے، ایسے ملعونین کو، چاہے وہ کعب بن اشرف اور ابو رافع کی طرح معاھد ہوں، یا ابن خطل کی طرح حربی، خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کسی عدالتی کاروائی اور

گواہوں کے بغیر اپنے جانثاروں کے ذریعے ٹھکانے لگوایا ہے اور امتِ مسلمہ کا ہر زمانے کا تعامل بھی یہی چلا آرہا ہے، یہ امت ہر بات پر صبر اور سمجھوتہ کرسکتی ہے لیکن ناموسِ محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نہ کیا ہے اور نہ کرسکتی ہے۔ تاریخ اسلام میں آپ کو شاید ایسا ایک واقعہ بھی نہ ملے کہ کسی مسلمان نے طیش میں آ کر از خود کسی چور کا ہاتھ کاٹ کر اس پر حد جاری کردی ہو، یا زنا کے واقعے پر عدالتی کاروائی کے بغیر کسی کو کوڑے یا رجم کی سزا دے دی ہو، یا شراب پینے پر کسی پر حد جاری کردی ہو۔۔۔ لیکن توہینِ رسالت کے مسئلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظاہری زمانے سے اب تک ایسے واقعات کی سینکڑوں نہیں تو بیسیوں مثالیں بے تکلف پیش کی جاسکتی ہیں۔

اس تحریر کے بعد لبرل قسم کے لوگوں کی طرف سے چند اشکال جو عوام کے ذہن میں ڈالے جاتے ہیں ان کے جوابات بھی سن لیں۔

اشکال: اگر گستاخ رسول کو از خود قتل کرنے کا فتوی دے دیا جائے تو پھر تو کوئی بھی شخص کسی کو بھی قتل کر کے اسے گستاخِ رسول قرار دے دے گا، اور یوں لوگ اس فتوے کی آڑ میں قتل وغارت کا بازار گرم کردیں گے۔

جواب: توہینِ رسالت کی بنیاد پر کسی کو قتل کردینے والے سے مقتول کی توہین کا ثبوت طلب کیا جائے گا، اگر وہ ثبوت پیش کرنے میں کامیاب ہوگیا تو اسے باعزت بری کردیا جائے گا اور اگر وہ ثبوت فراہم نہ کرسکا تو دنیا میں اسے قصاصاً قتل کیا جائے گا لیکن اگر وہ اپنی بات میں سچا ہے اور اس نے محض شک وشبہ کی بنیاد پر نہیں بلکہ قطعی یقین کی بنیاد پر یہ قدم اٹھایا ہے تو وہ عنداللہ شہید ہی ہوگا۔ جیسے غازی ملک ممتاز حسین قادری شہید نے سلمان تاثیر کو واصل جہنم کرنے سے قبل مکمل تسلی کی جب اس نے اپنی زبان سے توہینِ رسالت کے قانون کو کالا قانون بلکہ فضلہ تک کہہ دیا تب غازی صاحب نے اس کے نجس وجود سے زمین کو پاک کیا۔

اشکال: اگر توہین رسالت پر از خود قتل کرنے والے سے توہین کا ثبوت طلب کرنا ضروری ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس صحابی سے گواہ کیوں طلب نہیں کیئے؟

جواب: آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ وحی اس کی صداقت کا علم ہو چکا تھا، لہذا گواہی قائم کرنے کی ضرورت نہ تھی۔

سوال: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی تو موجب قتل ہے لیکن کسی قانون کی گستاخی تو موجب قتل نہیں۔ سلمان تاثیر نے قانون کو کالا کہا نا؟؟؟

جواب: سلمان تاثیر کا ناموسِ رسالت کے قانون کو کالا قانون کہنا، گستاخ رسول کو علی الاعلان تحفظ فراہم کرنا اور پوری قوم کے سامنے یہ اعلان کرنا کہ اگر عدالت نے اس مجرمہ ملعونہ کو سزا دے بھی دی تو میں اسے صدر سے معافی دلاؤں گا، اس کا مطلب کہ یہ شخص صرف گستاخ نہیں بلکہ ملک کے سارے گستاخوں کا باپ اور پشت پناہ ہے، یہ ملعونین کے اس ٹولے کا سرپرست اور مددگار ہے، جب تک اس شخص کا قصہ پاک نہیں کیا جاتا تب تک کسی بھی گستاخِ رسول کو کسی قسم کی سزا ملنا ممکن نہیں۔۔۔۔تعجب کی بات ہے کہ اگر عوام کے قتل اور دہشت گردی کے معاملے میں صرف قاتل نہیں بلکہ اس کو ٹھکانہ و مالی مدد فراہم کرنے والوں کو بھی بلاتردد بے دریغ تختہ دار پر لٹکایا جاسکتا ہے تو گستاخانِ رسول کے اس کھلے سہولت کار و مددگار کو شرعی سزا دینے پر کیا اشکال و اعتراض ہے؟

ایک بدفہم کا ڈھکوسلہ: حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگا کر (نعوذباللہ) گستاخی رسول کا ارتکاب کیا تھا، انہیں سزا کیوں نہیں دی گئی؟

جواب: بدعقلی و بے وقوفی سے اللہ ہی نجات دے تو دے، قذف اور گستاخی میں فرق ہے، بعض مخلص صحابہ کرام منافقین کے پروپیگنڈے کے زیرِاثر آکر غلط فہمی کی بناء پر اُم المومنین رضی اللہ عنہا پر تہمت میں شریک ہوگئے تھے جس پر ان پر حد قذف جاری کی گئی تھی، گستاخی کرتے تو گستاخی کی سزا دی جاتی، اور یہ بھی ملحوظ رہے کہ اگر ملعون شیطان تاثیر کو لاہور کے مال روڈ پر قمیص اتار کر اسی کوڑے ہی کی سزا دے دی جاتی تب بھی ممتاز قادری والا واقعہ ہرگز رونما نہ ہوتا، مگر وہ کھلے عام پاگل بیل کی طرح ڈکراتا رہا اور قانون بھنگ پی کر دھت سویا رہا یہاں تک کہ ایک مردِ مجاھد نے اس کا اسی طرح فیصلہ کیا جیسے اس اُمت کے مجاھدین ہمیشہ کرتے آئے ہیں۔

نوٹ: اُم المومنین رضی اللہ عنہا کی برات میں آیات نازل ہوجانے کے بعد اب اگر کوئی شخص ان پر تہمت لگاتا ہے تو اسے قذف کی نہیں بلکہ قرآن کے انکار کی بناء پر ارتداد کی سزا دی جائے گی۔ تفصیل کے لیے حضرت مفسرِ اعظم پاکستان فیضِ ملت محدث بہاولپوری نوراللہ مرقدہ کی تصنیف "شرح حدیث افک" کا مطالعہ کریں۔

نکتہ: اگر کوئی معاھد یا ذمی کافر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرے تو بعض اہلِ علم اس طرف گئے ہیں کہ چونکہ یہ پہلے سے کافر ہے اور اس کے کفر کے باوجود اسے امان دی گئی ہے تو یہ امان توہینِ رسالت کی بناء پر ختم نہیں کی جائے گی، لیکن صحابہ کرام، تابعین، جمہور فقہاء اور احناف کے مفتی بہ قول کے مطابق توہینِ رسالت کی جسارت سے ذمی کا ذمہ اور معاھد کا عہد ختم ہوجاتا ہے اور وہ کعب بن اشرف اور ابورافع کی طرح قتل کا مستحق ہوجاتا ہے۔ یاد رہے کہ

یہ معمولی سا اور نا قابل التفات اختلاف بھی صرف ذمی اور معاہد کے بارے میں ہے، اگر کوئی مسلمان توہینِ رسالت کا مرتکب ہو تو بقول علامہ خطابی بالا تفاق وہ مرتد ہو جاتا ہے اور اس کے قتل کے بارے میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چند جانثار صحابہ جب گستاخِ رسول سلام ابن ابی الحقیق کو واصل جہنم کر کے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار مبارک میں فائز و کامران ہو کر پہنچے تو اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے،

-----(باقی صفحہ نمبر ۷۱ پر ملاحظہ کریں)-----

﴿قانون توہین رسالت اور غازی ممتاز حسین قادری کی شہادت تک﴾

از: مدینے کا بھکاری الفقیر القادری محمد فیاض احمد اویسی رضوی

گستاخہ آسیہ (عاصیہ) ملعونہ بدکردار اور اس کی گستاخی کی کہانی

غازی اسلام جرأت و بہادری ملک ممتاز حسین قادری کی سج دھج سے شہادت سے ایک طرف دنیا بھر کے کروڑوں اہلِ ایمان کے قلوب زخمی زخمی ہیں۔ پاکستان کی فضاء اب تک سوگوار ہے۔ دوسری جانب یہود و ہنود کے چمچے توہینِ رسالت کے قانون میں ترمیم کرنے کی بات کر کے سلمان تاثیر کی طرح اپنی دنیا و آخرت برباد کرنے کے در پے ہیں۔ بعض نام ونہاد لبرل قسم کے منہ پھٹ اب بھی یہ کہتے ہوئے نہیں شرماتے کہ آسیہ ملعونہ نے کوئی گستاخی نہیں خواہ مخواہ اس کو ایشو بنایا جارہا ہے آئیں حقائق جانتے ہیں کہ آسیہ (عاصیہ ملعونہ) کون ہے؟؟ اس نے کیا بکواس کی؟؟۔

آسیہ وہ بدنصیب ملعونہ عیسائی عورت ہے جس نے 14 جون 2009ء بروز اتوار شانِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں گستاخی کی۔۔۔۔ جس کی مکمل داستان (نہ چاہتے ہوئے) آپ کے سامنے پیش کی جارہی ہے تاکہ پڑھنے کے بعد قارئین کو اس واقعہ کی مکمل آگاہی حاصل ہو جائے۔

آسیہ نامی عیسائی عورت ننکانہ صاحب کے نواحی گاؤں اٹانوالی چک نمبر ۳ گ ب تھانہ صدر ننکانہ صاحب کی رہائشی ہے۔ اس کی بدکرداری پورے علاقہ میں مشہور ہے (اب بھی جا کر اس کی تصدیق کی جاسکتی ہے)۔ یہ ملعونہ مادر پدر آزادی کی دلدادہ ہے۔ سر عام قابل اعتراض گفتگو کرنا اس کا وطیرہ تھا۔ اس کی بڑی بہن کی شادی اس کے نام نہاد خاوند عاشق کے ساتھ ہوئی تھی۔ جس سے اس کے خاوند کے تین بچے موجود ہیں۔ جب اس کی بڑی بہن کو بچے کی امیدواری ہوئی اور

زچگی کے دن قریب آئے تو آسیہ اپنی بہن کے کام کاج کرنے اس کے گھر آ گئی۔ اپنی بہن کے گھر چند دن رہائش کے دوران اس کے خاوند (جو کہ اب آسیہ کا بھی خاوند ہی بن چکا ہے) سے ناجائز تعلقات قائم کر لئے اور حاملہ ہوگئی۔ والدین نے حمل چھپانے کی غرض سے شادی کرنا چاہی تو اس نے اپنی بہن کے خاوند عاشق مسیح کے سوا کسی اور سے شادی کروانے سے انکار کردیا بلکہ بغاوت کرکے زبردستی عاشق کے گھر رہنے لگی اور عاشق اپنی بیوی کے گھر موجود ہونے کے باوجود راتیں آسیہ کے ساتھ بسر کرنے لگا۔ اس پر بیوی نے سخت احتجاج کیا تو عاشق نے مار پیٹ کرا سے گھر سے نکال دیا۔ اب اصل بیوی، بے گھر اور سالی گھر والی بن کر زندگی گزارنے لگی۔ (ایسی حرکت پر ہی پنجابی میں کہا جاتا ہے اگ لین آئی تے گھر دی ملکہ بن بیٹھی) عیسائی مذہب میں ایک بیوی کے ہوتے ہوئے دوسری شادی کرنے کی اجازت نہیں، لیکن آسیہ نے اہل دیہہ اور برادری والوں کے اصرار کے باوجود عاشق کے گھر سے جانے سے انکار کردیا۔ آسیہ اور عاشق کے اس خلاف مذہب اقدام پر عیسائی برادری نے بھی سخت احتجاج کیا اور ان کا معاشرتی بائیکاٹ کرنے کی دھمکیاں دیں لیکن دونوں نے کسی بات کی پرواہ نہ کی اور شادی کا سوانگ رچا ڈالا۔ دنیا کے دکھاوا کے لئے، مذہبی روایات کے برعکس عاشق نے آسیہ سے نام نہاد شادی کرلی اور دونوں بہنوں کو اکٹھا اپنے گھر آباد کرلیا جو کہ آج بھی دونوں حقیقی بہنیں عاشق کے گھر آباد ہیں۔ آسیہ قدرے پڑھی لکھی (جاہل) اور روشن خیال عورت ہے۔ اسی روشن خیالی کی وجہ سے این جی اوز کی آنکھ کا تارا بن گئی اور علاقے میں عیسائی مذہب کی تبلیغ کرنے لگی۔ دیہات میں چونکہ عورتیں کھیتوں میں مزدوری کرتی ہیں، آسیہ نے یہ طریقہ بنا رکھا تھا کہ عورتوں کے ساتھ مزدوری کے بہانے چلی جاتی اور اپنے ساتھ کام کرتی، عورتوں کو باتوں باتوں میں عیسائی مذہب کی تبلیغ کرتی۔

اسی معمول کے مطابق 14-6-2009 کو گاؤں کی عورتیں ادریس نامی زمیندار کے کھیتوں میں فالسہ کے باغ میں فالسہ توڑنے گئیں، آسیہ بھی ان عورتوں میں موجود تھی۔ عورتیں عام طور پر دوپہر کا کھانا ساتھ ہی لے جاتی ہیں۔ جب عورتیں دوپہر کا کھانا کھانے بیٹھیں تو آسیہ نے مافیہ بی بی، آسیہ بی بی دختران عبدالستار کے گلاس میں پانی پی لیا۔ انہوں نے اس کے جھوٹے گلاس میں پانی پینے کی بجائے اپنا سالن والا برتن خالی کرکے اس میں پانی پی لیا۔ اس بات کو آسیہ نے اپنی توہین سمجھ کر دونوں بچیوں کے ساتھ تو تکار کرکے مذہبی گفتگو شروع کردی۔ دوران گفتگو آسیہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور قرآن مجید کے بارے میں انتہائی نازیبا الفاظ استعمال کئے۔ جن کا خلاصہ اس طرح سے ہے۔

(معاذاللہ) تمہارے نبی موت سے ایک ماہ قبل سخت بیمار پڑے رہے۔ حتیٰ کہ تمہارے نبی کے منہ اور کانوں

میں (معاذاللہ) کیڑے پڑ گئے تھے۔تمہارے نبی نے مال و دولت کے لالچ میں خدیجہ سے شادی کی اور مال و دولت بٹورنے کے بعد اسے گھر سے نکال دیا۔قرآن اللہ کا کلام نہیں بلکہ خود سے بنائی گئی کتاب ہے۔

(العیاذباللہ من ذالک ولعنۃ اللہ علی الکاذبین)

یہ باتیں مافیہ بی بی، آسیہ بی بی دختران عبدالستار کے علاوہ یاسمین دختر اللہ رکھا اور کھیت میں موجود دیگر کئی عورتوں نے سنیں تو مسلمان عورتوں کا مشتعل ہونا ایک فطری عمل تھا۔انہوں نے آسیہ کو اپنا منہ بند رکھنے اور اپنے الفاظ واپس لینے کی بابت کہا، آسیہ کے انکار پر جھگڑا شروع ہو گیا۔جھگڑے کا شور سن کر کھیت کا مالک ادریس اور اس کی بیوی جو قریبی ڈیرہ پر موجود تھے، موقع پر آ گئے۔ معاملہ سنا اور آسیہ نے مذکورہ بیان شدہ الفاظ کا کہنا تسلیم کیا۔ادریس نے اسے اپنے کھیتوں میں سے چلے جانے کا کہا تو وہ چلی گئی۔ مسلمان عورتوں نے گاؤں پہنچ کر یہ بات اپنے اپنے گھروں میں کی تو گاؤں میں اشتعال پیدا ہو گیا اور گاؤں کے معزز افراد پر مشتمل پنچائیت اکھٹی ہوئی جس میں عیسائی لوگ بھی موجود تھے۔آسیہ کو بلا کر مذکورہ گفتگو کے بارے میں پوچھا گیا تو اس نے ان الفاظ کا کہنا تسلیم کیا اور معافی بھی مانگی۔ اس پر گاؤں میں مزید اشتعال پیدا ہو گیا۔اور لوگ آسیہ کو قتل کرنے کے درپے ہو گئے۔ گاؤں کے نمبردار نے گاؤں والوں کو سمجھایا کہ اس نے جو جرم کیا ہے، اس کی سزا موت ہی ہے۔ جو عدالت اسے دے گی، تم اسے قتل کر کے کیوں اپنے ذمے جرم لیتے ہو اور اس طرح قتل کر دیئے جانے سے دیگر ممالک میں پاکستان کی جگ ہنسائی کا بھی اندیشہ ہے۔مناسب ہے کہ اسے قانون کے حوالے کر دیا جائے۔نمبردار صاحب کے سمجھانے پر گاؤں والوں نے اس کے خلاف قاری محمد سالم کی مدعیت میں تھانہ صدر ننکانہ صاحب میں برائے اندراج مقدمہ درخواست گزاری تو 19-6-2010 کو پولیس نے مقدمہ نمبر 326 /09 بجرم 295/C درج کر کے تفتیش محمد ارشد ڈوگر SI کے سپرد کی۔ جس نے ریڈ کر کے ملزمہ کو اس کے گھر سے گرفتار کر لیا اور اس کا ڈاکٹری معائنہ کرانے کی استدعا کی لیکن ملزمہ نے ڈاکٹری معائنہ کرانے سے انکار کر دیا۔ملزمہ سے کوئی برآمدگی مطلوب نہ ہونے کی بناء پر اسی دن اسے مجسٹریٹ کے روبرو پیش کر کے جوڈیشل جیل شیخوپورہ بھیج دیا گیا۔اس مقدمہ کی اطلاع جب RPO شیخوپورہ رینج کو ہوئی تو اس نے اس مقدمہ کی حساسیت کے پیش نظر بروئے چٹھی انگریزی نمبری 18523-26/Leagal مورخہ 24-6-2009 اس کی تفتیش سید محمد امین بخاری SP انویسٹی گیشن شیخوپورہ کے سپرد کر دی۔اس نے مثل مقدمہ طلب کر کے ملاحظہ کی اور فریقین کو مورخہ 29-6-2009 کو اپنے دفتر طلب کیا۔تو مدعی فریق کی جانب سے گواہان FIR سمیت 27 افراد نے جبکہ ملزمہ کی جانب سے 4 افراد نے پیش ہو کر اپنے بیانات

ریکارڈ کرائے۔ وہاں پر ملزمہ آسیہ کے خاوند عاشق مسیح نے آسیہ کی برحلف صفائی دینے سے انکار کر دیا۔ فریقین کے بیانات سنے جو کہ ضمنی نمبر 3 مرتبہ مورخہ 29-6-2009 میں مفصل درج ہیں۔ بیانات سننے کے بعد ضمنی نمبر 3 پیرا نمبر 12 میں لکھا کہ معاملہ سنگین ہے، ریڈر خود کو حکم کیا کہ ادریس نامی کاشتکار جس کے کھیتوں میں وقوعہ ہوا ہے، اسے بھی طلب کیا جائے اور ملزمہ جیل میں بند ہے۔ اس سے ملاقات کے لئے سپرنٹنڈنٹ جیل کو درخواست لکھی جائے مورخہ 4-7-2009 کو محمد ادریس مذکور نے SP انویسٹی گیشن کے روبرو پیش ہو کر اپنا مفصل بیان ریکارڈ کروادیا جو کہ ضمنی نمبر 4 مرتبہ 4-7-2009 میں مفصل درج شدہ ہے۔ محمد ادریس نے بتایا کہ وقوعہ کے بعد گاؤں میں حاجی علی احمد کے ڈیرہ پر کھٹ (اجتماع) ہوا جہاں لوگوں کی موجودگی میں ملزمہ نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخانہ باتیں کرنے کا اعتراف کیا۔ جبکہ اسی دن ریڈر SP انویسٹی گیشن نے علاقہ مجسٹریٹ صاحب کی خدمت میں ملزمہ سے جیل میں دریافت حالات کرنے کی اجازت طلب کی جو اسی دن اجازت دے دی گئی تو مورخہ 6-7-2009 کو SP انویسٹی گیشن شیخوپورہ معہ عملہ متعلقہ، ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ پہنچا، ملزمہ آسیہ سے جیل کے اندر ملاقات کر کے دریافت حالات کی اور اپنی مرتبہ ضمنی نمبر 5 پیرہ نمبر 5 میں لکھا کہ مندرجہ بالا حالات کی روشنی میں مسمات آسیہ بی بی کا حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں اور قرآن پاک کے متعلق گستاخانہ باتیں کرنا ثابت ہوا ہے جو مقدمہ ہذا میں صحیح گنہگار پائی گئی ہے اپنی تفتیش مکمل کر کے ملزمہ کو گنہگار لکھ کر مثل واپس تھانہ صدر ننکانہ صاحب ارسال کر دی۔ جہاں سے مورخہ 12-7-2009 کو محمد ایوب SHO/I تھانہ صدر نے حالات تفتیش مقدمہ کی روشنی میں ملزمہ کو گنہگار قرار دے کر مثل چالان مقدمہ مکمل کر کے ہمراہ بیانات گواہان متعلقہ دفتر میں جمع کرا دیا۔ جو کہ معمول کے مطابق 14-9-2009 کو چالان عدالت میں پہنچا اور سماعت مسٹر نوید اقبال صاحب ایڈیشنل سیشن جج ننکانہ صاحب کے سپرد ہوئی۔ 3-10-2009 جناب محمد نوید اقبال ایڈیشنل سیشن جج ننکانہ صاحب نے ملزمہ پر فرد جرم عائد کر کے مقدمہ کی با قاعدہ کارروائی کا آغاز کیا۔ استغاثہ کی طرف سے جناب میاں ذوالفقار علی ایڈووکیٹ جبکہ ملزمہ کی طرف سے وکلاء کا ایک مضبوط پینل جن میں ایس کے چوہدری، سید رشید حسین اور میاں محمد اجمل ایڈووکیٹس شامل ہیں عدالت میں پیش ہوتا رہا۔ پرائیویٹ گواہان ہر تاریخ پیشی پر عدالت میں حاضر ہوتے رہے لیکن کبھی وکلاء کی ہڑتال اور کبھی معزز جج صاحب کی چھٹی کی وجہ سے کئی ماہ تک گواہان کے بیانات ریکارڈ نہ ہو سکے۔ بالآخر 1-6-2010 گواہان استغاثہ قاری محمد سالم، مافیہ بی بی، عاصمہ بی بی، محمد افضل نے 15-6-2010 کو محمد رضوان SI نے، 6-7-2010 محمد ارشد سب انسپکٹر

(تفتیشی افسر) اور سید محمد امین بخاری SP انویسٹی گیشن شیخوپورہ (تفتیشی افسر) نے 2010-10-1 کو محمد ادریس (جس کے فالسہ کے باغ میں وقوعہ ہوا تھا) نے بطور گواہ عدالت میں پیش ہوکر اپنا بیان قلمبند کروایا۔ جبکہ 2010-10-20 کو ملزمہ کا بیان ریکارڈ ہوا۔ کئی ماہ تک مقدمہ زیر سماعت رہا۔ اسی دوران ملزمہ نے سیشن کورٹ اور ہائی کورٹ میں درخواست ہائے ضمانت پیش کیں جو نامنظور ہوئیں۔ سماعت مکمل ہونے پر ملزمہ گناہ گار ثابت ہوگئی تو مورخہ 2010-11-8 کو جناب محمد نوید اقبال صاحب ایڈیشنل سیشن جج ننکانہ صاحب نے ملزمہ کو سزائے موت اور ایک لاکھ روپے جرمانہ کی سنادی۔ ملزمہ کے وکیل رائے اجمل ایڈووکیٹ نے فیصلہ پر تبصرہ کرتے ہوئے اعتراف کیا کہ جناب نوید اقبال صاحب نے میرٹ پر فیصلہ کیا ہے۔ مقدمہ کی سماعت کے دوران مجھے کوئی تعصب نظر نہیں آیا۔ ملزمہ آسیہ کے دفاع میں شہادت کمزور ہونے کی بناء پر میں نے شہادت عدالت میں پیش نہیں کی۔ وکیل موصوف کا یہ بیان مورخہ 2010-11-26 ملکی اخبارات میں شائع ہوا۔ مکمل پولیس ریکارڈ جس میں مدعی، گواہان، ملزمہ اور پولیس کے مفصل بیانات لگے ہوئے ہیں اور مفصل عدالتی فیصلہ جس میں پورے مقدمہ کا خلاصہ اور حالات وواقعات بیان کرنے کے بعد سزائے موت سنائی گئی ہے، مقدمہ کی مکمل کاروائی عدالت کے ریکارڈ روم سے دیکھی جاسکتی ہے۔

اگلے دن معمول کے مطابق یہ خبر اخبارات میں شائع ہوئی تو بکاؤ مال حرام خور میڈیا میں شور برپا ہوگیا جو کہ آج تک جاری ہے۔ گورنر پنجاب سلمان تاثیر اس سلسلہ میں بہت پیچ وتاب کھا رہا تھا۔ 2010-11-20 کو گورنر پنجاب سلمان تاثیر نے اپنی بیٹیوں اور بیوی کو ساتھ لے کر جیل کے اندر ملزمہ سے ملاقات کی۔ اسے اپنے ساتھ بٹھا کر پریس کانفرنس کی۔ پولیس اور عدلیہ کی کئی ماہ کی انکوائری اور تحقیقات پر بیٹھے بٹھائے قلم پھیر کر ملزمہ کو بے گناہ قرار دے دیا اور اسے جلد ہی بری کردیئے جانے کی نوید سنا کر اور ایک درخواست پر دستخط کروا کر چل دیا۔ اس وقت میڈیا پر یہ خبر بھی نشر ہوئی کہ ملزمہ کو شیخوپورہ جیل سے کہیں نامعلوم مقام پر منتقل کردیا گیا ہے۔

سماعت مکمل ہونے پر عدلیہ نے ملزمہ کو سزائے موت اور ایک لاکھ روپے جرمانہ کی سنادی۔۔

سلمان تاثیر کے قتل سے ممتاز حسین قادری کی شہادت کا معاملہ کیا ہے؟: جیسا کہ رپورٹ میں بتایا جاچکا ہے کہ گورنر پنجاب سلمان تاثیر نے ایک گستاخہ کی حمایت کی جس کو پاکستانی عدالت توہینِ رسالت کے جرم میں سزائے موت دے چکی تھی اور گورنر سلمان تاثیر نے اُس مجرمہ کو ساتھ بٹھا کر پریس کانفرنس کی جو کہ پاکستان کے آئین کے ساتھ مذاق تھا کیونکہ سلمان تاثیر نے ایک ایسی مجرمہ کی حمایت کی تھی جو اپنا

جرم قبول کر چکی تھی اور عدالت اسے سزا دے چکی تھی سلمان تاثیر (گورنر پنجاب) نے میڈیا کے سامنے اُس مجرمہ کی حمایت کی اور تحفظ ناموسِ رسالت کے قانون C-295 کو کالا قانون کہا۔

تعزیراتِ پاکستان کا یہ وہ قانون ہے جس کے تحت بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں گستاخی کے مرتکب افراد کو سزا دی جاتی ہے C-295 کا خلاصہ یہ ہے کہ:

پیغمبرِ اسلام کے خلاف تضحیک آمیز جملے استعمال کرنا، خواہ الفاظ میں، خواہ بول کر، خواہ تحریری، خواہ ظاہری شبہات رپیشکش یا انکے بارے میں غیر ایماندارانہ براہِ راست یا بالواسطہ اسٹیٹمنٹ دینا جس سے ان کے بارے میں برا، خود غرض یا سخت تاثر پیدا ہو، یا ان کو نقصان دینے والا تاثر ہو یا ان کے مقدس نام کے بارے میں شکوک وشبہات وتضحیک پیدا کرنا ان سب کی سزا عمر قید یا موت اور ساتھ میں جرمانہ بھی ہوگا۔

صحافی حامد میر اپنے 25 نومبر 2010 کے روزنامہ جنگ کے کالم میں لکھا کہ آسیہ بی بی کا تعلق ننکانہ صاحب کے نواحی علاقے اٹانوالی سے ہے۔ پانچ بچوں کی 45 سالہ ماں آسیہ بی بی کو مقامی سیشن عدالت سے توہینِ رسالت کے الزام میں موت کی سزا سنائی جا چکی ہے۔ آسیہ بی بی پر الزام ہے کہ اس نے گزشتہ سال کئی افراد کی موجودگی میں توہینِ رسالت کی جس کے بعد اسے پولیس کے حوالے کیا گیا۔ پولیس نے تعزیرات پاکستان کی دفعہ 295 سی کے تحت اس کے خلاف مقدمہ درج کیا۔ اس مقدمے کی تفتیش ایس پی انویسٹی گیشن شیخوپورہ محمد امین شاہ بخاری نے کی اور ان کا کہنا ہے کہ دورانِ تفتیش آسیہ بی بی نے مسیحی برادری کے اہم افراد کی موجودگی میں اعترافِ جرم کیا۔

سلمان تاثیر کو پنجاب کی جیلوں میں قید خواتین میں سے صرف آسیہ گستاخہ کا خیال ہی کیوں آیا؟: حامد میر نے اپنے اُسی کالم میں لکھا کہ کچھ دنوں بعد گورنر پنجاب سلمان تاثیر شیخوپورہ جیل پہنچ گئے۔ انہوں نے بھی آسیہ بی بی کو بے گناہ قرار دیا اور کہا کہ وہ آسیہ بی بی کو صدر آصف علی زرداری سے معافی دلوا دیں گے۔ سلمان تاثیر نے بھی 295 سی پر تنقید کی جس کے بعد آسیہ بی بی پس منظر میں چلی گئی اور 295 سی پر بحث شروع ہو چکی ہے۔ یہ بحث آسیہ بی بی کو مزید متنازع بنا رہی ہے کیونکہ یہ تاثر تقویت پکڑ رہا ہے کہ آسیہ بی بی کے نام پر ایک ایسے قانون کو بدلنے کی کوشش کی جا رہی ہے جس پر مسلمانوں کے تمام مکاتب فکر کا اتفاق ہے۔ پوپ بینیڈ یکٹ کی طرف سے آسیہ بی بی کی رہائی کے مطالبے کے بعد کئی پاکستانی علماء اس معاملے کا عافیہ صدیقی کے معاملے کے ساتھ تقابلی جائزہ لے رہے ہیں اور یہ سوال اٹھا رہے ہیں کہ جن عناصر کو آسیہ بی بی کے

ساتھ ناانصافی نظر آرہی ہے وہ عافیہ صدیقی کے معاملے میں خاموش کیوں رہتے ہیں؟

سلمان تاثیر نے آسیہ بی بی کا ساتھ کیوں دیا؟؟ پنجاب کے جیلوں میں قید خواتین میں سے اُسے آسیہ بی بی کا خیال ہی کیوں آیا؟ اور سلمان تاثیر نے آسیہ ملعونہ کو چھڑانے کے لئے گورنر پنجاب کے اپنے عہدے کی تمام مصروفیات کو چھوڑ کر مجرمہ ملعونہ کو چھڑانے ہی کی کیوں ٹھانی اس کا جواب آپ کو ایک صحافی کے اس پیراگراف سے مل جائے گا۔

قانون میں کوئی خامی نہیں ہے البتہ قانون کے غلط استعمال کو روکنے کی ضرورت ہے۔توہینِ رسالت کا جھوٹا الزام لگانے والے کیلئے بھی سخت سزا قانون میں موجود ہے۔جن افراد نے ماضی میں جھوٹے الزامات لگائے اگر ان کے خلاف کارروائی کی جاتی تو 295 سی کا غلط استعمال نہ ہوتا۔اگر شہباز بھٹی اور سلمان تاثیر اپنی دانست میں آسیہ بی بی کو بے گناہ سمجھتے ہیں تو ان کے پاس دو مناسب راستے موجود تھے۔اول یہ کہ وہ کسی اچھے وکیل کا انتظام کرتے اور آسیہ بی بی کے خلاف سزا کو ہائیکورٹ میں چیلنج کر دیتے۔ماضی میں ایسی کئی مثالیں موجود ہیں کہ ہائیکورٹ نے توہینِ رسالت کے ملزمان کو رہا کر دیا کیونکہ ان پر الزام ثابت نہ ہو سکا۔دوسرا راستہ یہ تھا کہ پنجاب حکومت سمیت ملک کی اہم دینی جماعتوں کی قیادت اور جید علماء کو اعتماد میں لے کر ایک مشترکہ تحقیقاتی کمیٹی تشکیل دی جاتی اور اس کمیٹی کو یہ اختیار دیا جاتا کہ آسیہ بی بی کے بے قصور ثابت ہونے کی صورت میں صدر آصف علی زرداری سے اس کی سزا معاف کرنے کی سفارش کی جاتی۔ افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ شہباز بھٹی اور سلمان تاثیر نے جو کچھ بھی کیا اس میں اصل مقصد آسیہ بی بی کو بچانا نہیں بلکہ 295 سی کو اڑانا نظر آتا ہے۔واضح رہے کہ 295 سی کے تحت توہینِ رسالت کی سزا موت پر نہ صرف بریلوی، دیوبندی، اہل تشیع اور اہلِ حدیث کے جید فقہا اور علماء کا اتفاق ہے بلکہ یہ قانون پاکستان کی پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں سے منظور شدہ ہے۔2 جون 1992ء کو پاکستان کی قومی اسمبلی سے یہ قرارداد منظور ہوئی کہ توہینِ رسالت کی سزا موت ہونی چاہئے۔اس سے قبل وفاقی شرعی عدالت حکومت کو حکم دے چکی تھی کہ توہینِ رسالت کی سزا عمر قید کی بجائے موت مقرر کی جائے۔قومی اسمبلی میں اس معاملے پر بھرپور بحث ہوئی جس کے بعد 295 سی کی منظوری ہوئی۔(تفصیل گذشتہ شمارہ ''فیض عالم'' میں ہے)۔

دنیا دیکھ رہی ہے توہینِ رسالت کے ارتکاب سے فساد پھیلتا ہے، توہینِ رسالت کے قانون پر صحیح عملدر آمد سے فساد کے تمام راستے مسدود کئے جاسکتے ہیں۔اگر کوئی اس قانون کو بدلنے کی کوشش کرے گا تو وہ پاکستان میں فساد پھیلانے کا باعث بنے گا۔ایک بات یاد رکھیں ہمیشہ اور ہر دورِ حکومت میں یہ بات لازم وملزوم ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والے کے بارے میں یہ نہیں دیکھا جائے گا کہ وہ مرد ہے یا عورت وہ کافر ہے یا مسلمان اس کے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں یا وہ خود کسی کا بچہ ہے گستاخِ رسول ہر حال میں واجب القتل ہے اور گستاخِ رسول کی سزا معاف کرنے کا اختیار کسی انسان کے پاس نہیں ہے سلمان تاثیر نے اُس گستاخہ کی سزا معاف کرنے کا مطالبہ بھی کیا اور بحیثیت گورنر اُس کی ہر طرح سے مدد کرنے کی یقین دہانی بھی کرائی تھی اگر حکام بالا ہی قانون اور آئین کا اس طرح سے مذاق اڑائیں گے اور سزائے موت کے مجرموں کے ساتھ تعاون کریں گے تو لاء اینڈ آرڈر کا نفاذ کس طرح ہوگا اور شانِ رسالت کے تحفظ کی خاطر بنائے گئے C-295 کے قانون کی کیا حیثیت رہ جائے گی۔

اُس وقت علمائے کرام نے اپنا فرض ادا کرتے ہوئے سلمان تاثیر کو رجوع کرنے کا حکم دیا اور فتویٰ جاری کیا تو سلمان تاثیر نے کہا کہ میں ایسے فتووں کو جوتے کی نوک پر رکھتا ہوں آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ وہ فتوے قرآن وسنت کی روشنی میں لکھے گئے تھے قرآن وحدیث پر مشتمل فتاویٰ کو جوتے کی نوک پر رکھنے والا مرتد نہیں تو پھر اور کیا ہوتا ہے؟؟

☆7-10-2009 کو پیر محمد افضل قادری اور صاحبزادہ سید مختار اشرف رضوی کی معیت میں لاہور کے درجوں علماء نے تھانہ سول لائن لاہور میں سلمان تاثیر کے گستاخانہ بیان کے خلاف ایف آئی آر درج کرنے کی درخواست جمع کرائی مگر اس پر کوئی کاروائی نہ ہوئی۔ ملک ممتاز حسین قادری جو سچے عاشق رسول صوم وصلوٰۃ کے پابند، صحیح العقیدہ مسلمان اور اُن دنوں سلمان تاثیر کی سیکورٹی پر مامور تھے وہ سلمان تاثیر کی ان حرکتوں کی وجہ سے اُس سے بیزار تھے اور کہا جاتا ہے کہ انہوں نے سپریم کورٹ میں اپنا بیان ریکارڈ کراتے ہوئے کہا کہ میں سلمان تاثیر کی طرف بڑھا تب مجھے اس بات کرنے کا موقعہ ملا! محترم بحیثیت گورنر قانون ناموس رسالت کو کالا قانون کہا ہے اگر ایسا ہے تو یہ آپ کو (زیب نہیں دیتا) مناسب نہیں تھا اس پر وہ (سلمان تاثیر) اچانک چلایا اور کہنے لگا نہ صرف وہ کالا قانون ہے بلکہ وہ میرا فضلا ہے'' بحیثیت مسلمان میں دباؤ میں اپنا کنٹرول کھو بیٹھا فوراً مشتعل ہوگیا میں نے ٹرگر دبایا وہ میرے سامنے ڈھیر ہوگیا۔ اس طرح ملک ممتاز حسین قادری نے سلمان تاثیر کو 27 گولیاں مار کر اُس کو واصل جہنم کیا۔

جب سلمان تاثیر کو قتل کیا تو آپ وہاں سے بھاگے نہیں بلکہ خود کو قانون کے حوالے کیا، اقبالِ جرم کیا اور ہر قسم کی سزا قبول کرنے کی یقین دہانی کرائی۔ اس واقعہ کے بعد سے ممتاز قادری صاحب کو پولیس کی حراست میں لے لیا گیا راولپنڈی کی اڈیالہ جیل میں بند کر دیا گیا اور اکثر علمائے کرام جیل میں اُن سے ملاقات کرنے جاتے رہے روزانہ دنیا بھر میں ملک ممتاز حسین قادری صاحب کی رہائی کے لئے دعائیں کی جاتی رہیں جبکہ ممتاز حسین قادری صاحب دعا گو رہے

کہ انہیں شہادت نصیب ہو۔ سو اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا کو قبول فرمایا وہ شہادت کے اعلیٰ درجے پر فائز ہوئے۔

مسلمانوں کے تمام مکاتبِ فکر کے علماء ممتاز حسین قادری صاحب کی رہائی کے لئے مظاہرے بھی کرتے رہے ہیں اور ریلیاں نکالتے رہے ہیں مگر یہودی لابی کے زیر اثر حکمران اپنی کرسی کو بچانے کے لئے ممتاز قادری کو سزا دینے کی باتیں کرتے رہے اور آج تک بعض نیوز اینکرز اور تجزیہ نگار بھی یہودی لابی سے بھاری لفافے وصول کر کے غازی ممتاز قادری شہید کے خلاف منجن بیچ رہے ہیں۔

وقت کے ساتھ ساتھ غازی ممتاز قادری شہید کے خلاف جتنا پروپگنڈہ کیا جارہا ہے اُتنا ہی اُن کے چاہنے والوں میں اضافہ ہورہا ہے اور پاکستان کے مسلمانوں کا بچہ بچہ قانونِ تحفظ ناموسِ رسالت 295-C کی حفاظت کی خاطر اپنے آپ کو ممتاز قادری کی جگہ پر دیکھنے کا خواہشمند ہے۔ عاشقانِ رسول ممتاز قادری سے اپنی محبت کا اظہار کرتے ہوئے سوشل میڈیا پر اپنی پروفائل فوٹو کی جگہ ممتاز حسین قادری صاحب کی تصویر لگا رہے ہیں ممتاز قادری کی تصاویر دکانوں پر فروخت کی جارہی ہیں اور جتنا ممتاز قادری کی تصاویر کو فیس بک، واٹس ایپ یا دیگر سوشل میڈیاز پر پروفائل فوٹو کے طور پر استعمال کیا جارہا ہے اتنا کسی سیاسی یا مذہبی رہنما کی تصویر کو استعمال نہیں کیا جارہا، یہ ایک حقیقت ہے اور اس سے یہودی لابی بری طرح سے پریشان ہے۔

ہماری دعا ہے کہ مولیٰ کریم غازیِ ملت ملک ممتاز حسین قادری کی شہادت کو اہلِ ایمان کی بیداری کا باعث بنائے۔ آمین۔۔

-----بقیہ-----گستاخ کا مارائے عدالت قتل-----

ان غازی جانبازوں پر نظر پڑتے ہی سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "افلحت الوجوہ" یعنی یہ چہرے کامیاب ہوگئے۔ جبکہ غزوہ بدر کے موقع پر آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ایک مٹھی ریت اٹھا کر کفار کی طرف پھینکی تو یہ فرمایا: "شاھت الوجوہ" یعنی یہ چہرے برباد ہوگئے۔ الحمد للہ یکم مارچ ۲۰۱۶ء غازی ممتاز حسین قادری شہید کے مبارک چہرے، اور محض عشقِ رسول کی بناء پر ان کی زیارت کے لئے آئے ہوئے خوش نصیب چہروں کو دیکھ کر "افلحت الوجوہ" کا نظارہ سامنے آگیا۔ اور "شاھت الوجوہ"؟ یہ کون سے چہرے ہیں؟ ایک چہرہ تو وہی جو اس مردِ مجاہد کے ہاتھوں عبرت ناک انجام کو پہنچا تھا، اور باقی بہت سارے منحوس چہرے، کچھ پینٹوں والے، کچھ داڑھیوں والے، جو ایک ملعون کی حمایت اور ایک مردِ مجاھد کے تمسخر و استہزاء کی خاطر اپنے پلید قلم اور اپنی بدبودار زبانوں سے ہر

طرف نجاست پھیلا رہے

﴿آخری ملاقات اوراس کی وصحتیں﴾

رات کا آخری پہر گزر رہا تھا آج کال کوٹھری میں اس کی آخری رات تھی جیسے جیسے وقت گزرتا جا رہا تھا ویسے ویسے اس کی خوشی دیدنی تھی۔ گھر والے آخری ملاقات کر چکے تھے.........اس نے آخری ملاقات کی اپنے والد سے گلے ملا اور تختہ دار کی طرف روانہ ہوگیا اچانک واپس پلٹا بھائی سے مسکراتے ہوئے کہا میں جیت گیا تم ہار گئے...اور نعتِ رسول کا نذرانہ پیش کرتے ہوئے منزل شہادت کی طرف روانہ ہوگیا۔ ایک لمحہ کے لیے اس نے مجھے مسکراتے ہوئے دیکھا میری حیرت اپنے عروج پر تھی۔۔۔زندگی میں بہت سے لوگوں کو پھانسی گھاٹ لایا خود تو چل کر شاید ہی کوئی آیا ہو ٹانگیں کانپ رہی ہوتی ہیں۔۔۔خون خشک ہو جاتا ہے۔۔۔حواس گم ہو جاتے ہیں۔۔۔موت کا بھیانک تصور ہی مجرموں کو حواس باختہ کر دیتا ہے مگر یہ مسکرا رہا ہے۔

میری تین وصیتیں ہیں؟ اس نے مجھ سے مسکراتے ہوئے کہا۔

ایک تو یہ کہ یہ پھندہ اپنے گلے میں خود ڈالوں گا۔ دوسرا میں یہ کالا ٹوپا نہیں پہنوں گا بلکہ میرے سر پر یہ عمامہ ہی سجا رہے گا۔ تیسرا جب میں جس وقت لبیک یا رسول اللہ کا نعرہ بلند کر دوں اس وقت لیور کھینچ دینا۔ میں نے اس کی تینوں وصیتیں مان لی۔

اس نے پھندہ اپنے گلے میں ڈال لیا تین منٹ گزر رہے تھے کہ ممتاز حسین غازی کے چہرے پر نور کی ایک کرن چمکی اور ممتاز قادری نے نعرہ بلند کیا لبیک یا رسول اللہ اور جلاد نے لیور کھینچ دیا مبارک اے ناموسِ رسالت کے سپاہی تمہیں سفر شہادت مبارک ہو۔ جب اس کی لاش تختہ دار سے اتاری گئی تو ابدی سکون اس کے چہرے سے عیاں تھا واللہ! وہ کامیاب ہوگیا تھا۔

میں نے پھانسی کا پھندہ کیوں چوما ؟: تم نے اس پھندے کو چوم لیا؟ کیوں؟ کیا تمہیں ایک لمحہ کے لیے بھی اپنی بیوی بچوں کا خیال نہیں آیا؟ کیا تمہیں اپنے بوڑھے ماں باپ کا خیال نہیں آیا؟ میں نے اس سے پوچھا وہ مسکرا دیا اور کہنے لگا :

حبیبِ خدا کا نظارہ کروں میں　　دل و جان اُن پر نثارا کروں میں

یہ اک جان کیا ہے اگر ہوں کروڑوں　　تیرے نام پر سب کو وارا کروں میں

دم واپسی تک تیرے گیت گاؤں محمد محمد پکارا کروں میں (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

لگتا ہے تم نے اسلام نہیں پڑھا؟ اس نے مجھ سے کہا تاریخ پڑھو، اسلام پڑھو، ایمان پڑھو جاؤ پوچھو! ابوعبیدہ ابن جرح سے اے ابوعبیدہ کیوں اپنے باپ کو قتل کر دیا تھا؟ جاؤ پوچھو! فاروق اعظم سے کیوں آپ نے اپنے ماموں عاص بن ہشام کو قتل کیا تھا؟ جاؤ پوچھو! محمد بن مسلمہ سے کعب بن اشرف کا سرتن سے جدا کیوں کیا تھا؟ جاؤ پوچھو! عبداللہ بن عتیک سے ابو رافع یہودی کو کیوں قتل کیا تھا؟ ابوعبیدہ کو دنیا معلوم ہے کس لقب سے جانتی ہے؟ ابوعبیدہ کو اسی کارنامے پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امین الامت کا لقب عطا کیا تھا اے سوال پوچھنے والے سن! اور کان کھول کر سُن اس کی جرات سے بھرپور آواز نے میری سماعت کو جھنجھوڑ دیا گستاخِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تو کعبہ کی دیوار اور غلاف بھی پناہ نہیں دیتا ابن خطل کا قتل کہاں ہوا تھا؟ جا کعبہ کی دیوار سے پوچھ اور غلافِ کعبہ کو چومنے سے پہلے اس غلاف سے پوچھ اور سُن علم و دانش کے سمندر بتاتے ہیں۔۔تاریخ کے دبستان پکارتے ہیں۔۔۔محراب و منبر صدا لگاتے ہیں کہ اگر یہ اساس نہ رہی تو اسلام ختم ہو جائے گا دین مٹ جائیگا۔۔۔۔۔مسلمانو! تم ختم ہو جاؤ گے۔۔میں فدا ہوا ہوں اپنے آقا کے دین پر اور:

کروں تیرے نام پر جاں فدا نہ بس ایک جاں دو جہاں فدا
دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں

آج اسکے جنازے میں کندھا دینے کو ترس رہے ہیں؟: بظاہر ایک سادہ مسلمان، معاشرے میں نفرت کی علامت سمجھا جانے والا (پولیس والا) آخر کس طرح محبت کی علامت، اور لاکھوں دلوں کا مالک بن گیا؟ وہ علماء جن کے علم کے چرچے زمانہ سنتا ہے وہ آج اسکے جنازے میں کندھا دینے کو ترس رہے ہیں؟ وہ مشائخ جنکے مریدین انکی جھلک کو ترستے تھے وہ شیخ آج خود اسکے دیدار کو ترساں ہیں!۔عجب رنگ ہے مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سچی غلامی کا جو نفرت کو محبت، کمتر کو اعلیٰ اور کمزور کو طاقتور بنا دیتی ہے!۔

آج اس (فقیر) کے جنازے میں ہم نے وقت کے ان علماء کو بھی روتے دیکھا جن کے دل پہاڑوں سے بھی زیادہ مضبوط تھے!۔جنھیں انکا علم کسی کے سامنے نہ جھکا سکا وہ آج سر جھکائے اس غازی ممتاز حسین قادری کے (آخری دیدار) کو ترساں ہیں!۔فیس بک پر بیٹھ کر مجھ جیسا ناکارہ صرف پوسٹ ہی کر سکتا ہے پر سرزمین راولپنڈی ان قدموں کو کبھی نہ بھلا سکے گی جو غازی کو کندھا دینے پہنچے!...... غیرت ایمانی کی بوند بھی جس شخص کو میسر ہو گی وہ اس فرعون وقت

(موجودہ حکمرانوں) کو بھی سلیکٹ نہیں کریگا! مگر یقین یہ بھی ہے کہ اس قوم کا (حافظہ بہت کمزور) ہے! رات گئی بات گئی کے یہ عادی ہیں! ذلت میں جینا اسکا مقدر نہیں بلکہ اسکی خرید ہے!۔

﴾عاشق رسول غازی عبدالقیوم شہید﴿

یوم شہادت ۱۹، مارچ ۱۹۳۵ء

غازی عبدالقیوم شہید غازی آباد ضلع ہزارہ کے رہنے والے تھے تلاشِ روزگار میں کراچی منتقل ہو گئے تھے اور گھوڑا گاڑی چلایا کرتے تھے۔ ۱۹۳۳ء میں بد بخت نتھو رام آریہ سماجی ہند نے اپنے خبث باطن کا اظہار ''ہسٹری آف اسلام'' نامی کتاب لکھ کر کیا، جس میں اس نے پیغمبرِ اسلام کی ذاتِ مقدس کے بارے میں توہین آمیز الفاظ استعمال کئے تھے۔ اس حرکت سے مسلمانوں میں سخت غم وغصہ پیدا ہو گیا اس ملزم کے خلاف فوجداری مقدمہ قائم ہوا اور اس کو ایک سال قید اور جرمانے کی سزا دی گئی۔ لیکن کراچی کے جوڈیشنل کمشنر نے اس کی عبوری ضمانت منظور کر کے اس کو رہا کر دیا۔ نتھو رام کا مقدمہ جس روز سندھ ہائی کورٹ میں دو انگریز ججوں کے سامنے پیش ہونا تھا اس دن عدالت کے باہر ہندو اور مسلمانوں کی بہت بڑی تعداد موجود تھی جو فیصلہ سننے کے انتظار میں تھے غازی صاحب موقع ملتے ہی کورٹ روم میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے آپ نے موقع ملتے ہی اپنے نیفے میں چھپا ہوئے خنجر کو نکالا اور عقاب کی طرح جھپٹ کر اس ملعون کے جسم میں اتار دیا اس خیال سے کہ یہ بد بخت کہیں زندہ نہ بچ جائے غازی صاحب نے ایک بھرپور وار اس کی گردن پر کر کے اس کی شہ رگ بھی کاٹ دی اس خبیث کا کام تمام کرنے آپ نے اس کی لاش پر تھوک دیا اور فرمایا: ''اس خنزیر نے میرے آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی توہین کی تھی اس لئے میں نے اس کو جہنم رسید کر دیا ہے''۔ اس کے بعد آپ نے نہایت اور سکون سے اپنے آپ کو گرفتاری کے لئے پیش کر دیا۔ سیشن کورٹ نے آپ کو سزائے موت کا حکم سنایا کہا جاتا ہے کہ یہ سزا سن کر آپ خوشی اور مسرت ضبط نہیں کر سکے اور آپ نے اللہ کی حمد وثنا کی۔ مسلمانوں نے جب اس فیصلے کے خلاف اپیل کرنا چاہی تو آپ نے فرمایا آپ لوگ مجھے دربارِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضری کی سعادت سے کیوں محروم کرنا چاہتے ہیں؟۔

☆۱۹، مارچ ۱۹۳۵ء کو آپ کی سزا پر عملدرآمد کیا گیا آپ کی عمر اس وقت ۲۳ سال تھی یہ دن لوح تاریخ پر ثبت ہو گیا۔ غازی عبدالقیوم شہادت سے ہم کنار ہو کر امر ہو گیا۔

مزید تفصیل کے لیے حضور فیضِ ملت محدث بہاولپوری نور اللہ مرقدہٗ کی تصنیف '' تیرے دشمن سے کیا رشتہ ہمارا

یارسول اللہ'' کا مطالعہ کریں۔

آہ! اہلسنت کے ممتاز عالمِ دین مفسرِ قرآن حضرت علامہ پروفیسر ولی محمد قادری (بہاولپور) ۲۰ جمادی الآخرے ۱۴۳۷ھ ۳۰ مارچ ۲۰۱۶ء کو وصال فرما گئے۔ ایک طویل عرصہ تک ملک کے مختلف کالجز میں پڑھاتے رہے۔ انجمن اساتذہ پاکستان کے بانی کے ارکان میں تھے۔

مسلکِ حق کے عظیم عالم دین تھے بے شمار کتب کے مصنف تھے۔ قرآن پاک کی تفسیر پر کام کرر ہے تھے۔ کالجز کے کورس میں اسلامیات کی کتابوں کے مصنف تھے۔ سب سے اہم بات یہ کہ صلح کلیت کے سخت خلاف تھے۔ اس مرض میں مبتلاء علماء ومشائخ کو بڑے احسن انداز سے سمجھاتے تھے۔ حضورفیضِ ملت محدث بہاولپوری سے ان کا قلبی لگاؤ تھا آپ کی دینی خدمات کا اعتراف برملا فرماتے تھے۔

﴿ افضل البشر بعد الانبیاء امیر المومنین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ﴾

۱) امیر المومنین سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اسم گرامی ''عبداللہ'' ہے۔ (صحیح ابن حبان)۔

۲) آپ کی کنیت ''ابوبکر'' ہے۔

۳) آپ کے کئی القاب ہیں جن میں معروف ومشہور ''عتیق'' اور ''صدیق'' ہے۔

۴) آپ کی ولادت باسعادت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ولادت اقدس کے دو سال اور چند ماہ بعد مکہ مکرمہ میں ہوئی۔

۵) آپ کے والد ماجد کا نام عثمان بن عامر رضی اللہ عنہ ہے اور ان کنیت ''ابوقحافہ'' ہے۔ انہوں نے فتح مکہ کے روز اسلام قبول کیا، ان کا وصال خلافت فاروقی میں ہوا۔ (تہذیب الاسماء واللغات للنووی ج ۱)۔

۶) آپ کی والدہ ماجدہ کا نام ''سلمی بنت صخر'' ہے اور ان کی کنیت ''ام الخیر'' ہے۔ ابتدائے اسلام میں ہی مشرف بہ اسلام ہوئیں، جمادی الآخر سن ۱۳ ہجری میں مدینہ منورہ میں وصال ہوا۔

(الاصابہ فی تمیز الصحابہ، کتاب النساء -الریاض النضرہ جلد 1)

۷) ظہورِ اسلام اور حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دامنِ کرم میں آنے سے قبل بھی آپ کی پاکیزہ ذات بُت پرستی، شراب نوشی اور دیگر برائیوں سے محفوظ رہی۔ (تاریخ الخلفاء و اسد الغابہ)۔

۸) آپ کی عمر ۱۶ برس تھی، جب سید عالم ﷺ کا قرب اور صحبت نصیب ہوئی۔ قبولِ اسلام کے وقت عمر مبارک ۳۸ سال تھی۔

اول امیر المومنین: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد صحابہ کرام کے مشورے سے آپ کو جانشینِ رسول مقرر کیا گیا۔ آپ کی تقرری امت مسلمہ کا پہلا اجماع ہے۔

فتنہ منکرین زکوۃ: خلیفہ منتخب ہونے کے بعد سب سے پہلے جس فتنہ نے سر اٹھایا وہ منکرینِ زکوۃ کا تھا۔ آپ نے فیصلہ کیا کہ ان منکرین کے خلاف جہاد کیا جائیگا کیونکہ یہ غریبوں کو ان کا حق نہیں دیتے۔ آپ نے اعلان کیا کہ تمام انسانوں کی ضروریات یکساں ہیں اس لئے سب کو یکساں معاوضہ دیا جائے اور ان کی ضروریات بیت المال سے پوری کی جائیں۔

انسدادفتنہ ارتداد: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہٗ کے خلافت کے شروع میں فتنہ ارتداد زوروں پر تھا لیکن آپ کی مستقل مزاجی اور صبر سے اسلام پر خطرناک ترین دور بخیر و عافیت ان کی موجودگی میں ختم ہوا اور عقیدہ ختمِ نبوت کا تحفظ یقینی بنایا گیا۔ آپ نے اس فتنہ کے انسداد کی مہم پر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہٗ کو مامور کیا جنہوں نے کئی مرتدین بشمول مدعی باطل طلحہ اور مسیلمہ کذاب جیسے خطرناک عناصر کا مکمل خاتمہ کر دیا۔

وفات: آپ کی مدت خلافت دو سال تین ماہ اور گیارہ دن تھی۔ آپ کا وصال ۲۲ جمادی الثانی ۱۳ ہجری بمطابق ۲۳ اگست ۶۳۴ء کو ہوا۔ آپ نے ۶۳ برس کی عمر میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ بعد وصال بھی آپ اسی کے مستحق ٹھہرے اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہلو میں محو استراحت ہوئے۔ آپ کی لحد سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بائیں جانب اس طرح بنائی گئی کہ آپ کا سر، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شانہ مبارک تک آیا۔

﴿ممتاز قادری سے غلطی ہوئی﴾

(اوریا مقبول جان)

ممتاز قادری کو چاہئے تھا کہ وہ ملازمت چھوڑ کر لوہاری کرتا لوہے کی بھٹی لگاتا، دن دگنی رات چگنی محنت کر کے اتفاق فونڈری کے مالکان کی طرح حق حلال سے خوب پیسہ بناتا پھر کسی اعتزاز احسن، بیرسٹر فروغ، عاصمہ جہانگیر، بیرسٹر سیف الرحمان جیسا وکیل کر کے عدالت کے ذریعے سلمان تاثیر کے خلاف مقدمہ درج کراتا.... پھر مقدمے بازی ہوتی، سیشن کورٹ سے مقدمہ جیتتا، سلمان تاثیر ہائی کورٹ جاتا اسے وہاں بھی قانونی شکست ہوتی، وہ فیصلے کے خلاف سپریم کورٹ

سے رجوع کرتا، اسے وہاں شکست ہوتی سلمان تاثیر گرفتار ہوتا اسے سزائے موت ہوتی وہ صدر مملکت سے رحم کی درخواست کرتا ظاہر ہے وہ قبول ہو جاتی جسکے بعد وہ تا حیات ممنون حسین کا ممنون رہتا! صرف سوال یہ ہے کہ لوہار کی بھٹی سے کسی اتفاق فونڈری بنانے تک کتنے "مہینے" لگتے.... یہ بھی بتا دیں کہ سیشن کورٹ سے رحم کی اپیل تک کا سفر کتنے ہفتوں میں طے ہوتا یاد رہے مجرم سلمان تاثیر ہے.... ہمارے بوڑھے نظام انصاف کے رعشہ زدہ ہاتھوں کو ایک سیاسی جماعت کے ٹارگٹ کلر صولت مرزا کو سزا سنانے کے بعد سزا پر عمل کرانے کے لئے انیس برس لگ گئے تھے.... ایک منٹ ایک منٹ!!! اجرتی قاتل صولت مرزا نے کسی بابر غوری اور کسی عشرت العباد کا نام بھی لیا تھا ناں، مجھے کوئی بتائے گا کہ یہ اڈیالہ جیل کی کس کال کوٹھڑی میں ہیں؟ یہاں تو انصاف کا دور دورہ ہے ناں جناب؟؟

﴿قیادت یا دین فروشی!﴾

قیادت کے لیے استقامت چاہیے۔

☆ دین پر استقامت! ☆ اپنے عقیدے و مسلک پر استقامت!

☆ منہج شریعت پر استقامت! ☆ وہ جو پل پل بدلتے ہیں، شریعت کے مقابل طبیعت کی مانتے ہیں،.....وہ قیادت کے مستحق نہیں، پھر جو روافض و خوارج، بدعقیدہ گستاخوں سبھی کو صحیح جانتے ہیں، ان فرقوں کے پیچھے نماز پڑھنے کے قائل ہیں، فرقہ ہائے باطلہ سے متعلق علمائے حرمین کے فتاوی "حسام الحرمین" پر تصدیق نہیں کرتے، بلکہ گستاخِ رسول فرقوں سے اصولی اختلاف کو "فروعی" مانتے ہیں، وہ کیونکر قائد ہو سکتے ہیں؟

علمائے حق نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخوں سے مصالحت و دوستی نبھانے والے کی مذمت کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک احکامات کی اشاعت کی، اب کوئی صلح کلی کی قیادت تسلیم کرے، امامت قبول کرے، اپنی تقاریب میں روافض، وخوارج بدعقیدہ لوگوں کو بلائے وہ کیسے اہلسنت کے لیے مخلص ہو سکتا ہے "نہ بے ادبوں، گستاخوں کی امامت قبول ہے نہ قیادت" اس نعرے سے انحراف کر کے بدعقیدہ فرقوں سے مصالحت و ہمدردی رکھنے والے کی قیادت قبول کرنا کون سا تصوف اور دین کی خدمت ہے؟ اس سلسلے میں "تصوف" جیسی پاکیزہ اصطلاح کا استعمال محل نظر ہے، کیا دعویداران تصوف کا کچھ خلاصہ کر سکتے ہیں؟ یہاں عقیدت سے زیادہ حقیقت دیکھی جائے گی۔ حقائق کی روشنی میں کھرے اور کھوٹے کو الگ کیا جائے گا۔ یہی وقت کا تقاضا اور شریعت کا قاعدہ ہے۔

﴿آہ..حضرت قبلہ سید سجاد سعید کاظمی﴾

جمعرات ۱۴ جمادی الآخر ۱۴۳۷ ہجری، 24 مارچ 2016ء، 10 چیت 2072 ب کو فقیر پاکپتن شریف کے علاقہ ہوتہ سے حضور فیضِ ملت کے خلیفہ مجاز تلمیذ رشید حضرت مولانا علی محمد اویسی علیہ الرحمہ کے عرس مبارک کی تقریبات سے فراغت کے بعد بہاولپور آنے کو تیار تھا کہ غم ناک خبر ملی کہ حضور غزالی زماں امام اہلسنت علامہ سید احمد سعید کاظمی (محدث ملتانی) رحمۃ اللہ علیہ کے شہزادے حضرت علامہ قبلہ سید سجاد سعید کاظمی علیہ الرحمہ ہمیں داغ مفارقت دے گئے۔ (انا للّٰہ وانا الیہ راجعون) ۔نمازِ جنازہ ۵ بجے شام شاہی عیدگاہ ملتان شریف میں تھا ہم قافلہ کی صورت میں روانہ ہوئے وہاں خلقِ خدا کا جمع غفیر تھا۔ بہت بڑا جنازہ تھا ہر آنکھ اشکبار تھی ہر شخص غم زدہ تھا۔ کیونکہ حضرت سجاد میاں بہت شفیق اور ہر دل عزیز شخصیت تھے ان کے اوصاف میں سادگی کی صفت نمایاں تھی۔ خودنمائی اور بڑائی تو کبھی ان کے قریب نہیں بھٹکی تھی ۔ ہر امیر و غریب سے ان کا ملنا اس انداز سے تھا کہ ہر شخص یہ سمجھتا کہ وہ مجھ سے زیادہ پیار کرتے ہیں ۔میرے قبلہ والدگرامی حضور فیضِ ملت مفسرِ اعظم پاکستان نور اللہ مرقدہ سے بہت زیادہ محبت فرماتے تھے۔ ۱۹۹۶ء میں بہاولپور کے کچھ احباب نے ہمارے خلاف ایک محاذ کھڑا کردیا، مخالفین تو پہلے ہی بھرپور مخالفت کررہے تھے جب اپنوں نے انہیں موقعہ دیا تو حالات خاصے سنگین ہوئے ایسے کڑے وقت میں جہاں مجاہدِ ملت علامہ عبدالستار خان نیازی رحمہ اللہ علیہ ۱۲ ربیع الاول شریف کے جشن عید میلادالنبی کے جلوس میں میرے حضور فیضِ ملت علیہ الرحمہ کے کندھے سے کندھا ملاکے بہاولپور میں کھڑے ہوئے وہاں حضرت جگر گوشہ غزالی زماں قبلہ سید سجاد سعید کاظمی ملتان سے چلے بہاولپور سیرانی مسجد میں جمعۃ المبارک کے عظیم اجتماع میں للکار کر فرمایا کہ اے میرے حضور والدگرامی غزالی زماں کے مریدو! اہلسنت کا درد رکھنے والے سنیوں! ہمارا مقابلہ علامہ اویسی صاحب کے ساتھ نہیں ہے۔ ہمارا مخالف گستاخِ رسول ہے ہم نے صحابہ واہلِ بیت کرام اور اولیاء عظام کے بے ادبوں کا مقابلہ کرنا ہے .....ان کے اس پراثر خطاب سے فضاء کافی سازگار ہوئی۔ان کے وصال سے اہلسنت کا ناقابل تلافی نقصان ہوا اس غم کی گھڑی میں ہم سب کے لیے صبر ہی بہتر ہے۔آج سیرانی مسجد بہاولپور جمعۃ المبارک کے اجتماع میں ان کے ایصال الثواب کے لیے فاتحہ خوانی ہوئی اور ان کے رفع درجات کے لیے دعا کی گئی۔ (غم زدہ محمد فیاض احمد اویسی)۔

راؤ عبدالغفار اویسی کو صدمہ پہ صدمہ

دعوتِ ذکر (سرگودھا) کے پرجوش مبلغ محترم عبدالغفار اویسی کے والدین یکے بعد دیگر فوت ہوئے۔ (انا للّٰہ وانا الیہ راجعون)۔اللہ تعالیٰ انہیں غریق رحمت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطاء فرمائے۔

☆ ثناء خوان مصطفیٰ حضرت سید دین محمد شاہ مرحوم کی پوتی اور سید محمد فہیم شاہ سید محمد وسیم شاہ (بہاولپور) کی ہمشیرہ محترمہ فوت ہوئیں۔

☆ حضور فیضِ ملت علیہ الرحمہ کے مخلص عقیدت مند مولوی نور احمد کوریجہ کی (اویس نگر بہاولپور) اہلیہ محترمہ فوت ہوئیں۔

قارئین کرام سے مرحومین کی مغفرت اور پسماندگان کے لیے صبر جمیل کی دعا کی اپیل ہے۔ (ادارہ)۔

مسلمان دھشت نہیں اور دھشت مسلمان نہیں....

دنیا کی تاریخ میں سب سے زیادہ انسانوں کو قتل کرنے والا کون ہے؟

۱) ھٹلر! کیا آپ جانتے ہیں کہ وہ کون ہے؟ وہ عیسائی تھا لیکن میڈیا کبھی اسے عیسائی ٹیررسٹ نہیں کہے گا۔

۲) جوزف اسٹالن جس کو انکل جو کہا جاتا ہے اس نے ۲۰ میلیون انسانوں کو قتل کیا اور ۵. ۱۴ میلیون انسانوں کو بھوک سے موت کی طرف دھکیل دیا۔

۳) ماؤتسی تیونس چینی اس نے ۱۴ سے ۲۰ ملین انسانوں کا قتل عام کیا۔..........کیا یہ مسلمان تھا؟

۴) بینٹو مسولینی اٹلی اس نے ۴۰۰ ہزار انسانوں کو قتل کیا۔ کیا یہ مسلمان تھا؟

۵) اشوکا کالنگا جنگ میں اس نے ۱۰۰ ہزار انسانوں کو قتل کیا۔ کیا یہ مسلمان تھا؟

۶) جارج بش نے عراق میں سرکاری آرڈر جاری کیا۔ صرف ۲/۱ ملین بچے ہلاک ہوئے، ذرا تصور کریں انکو کبھی ٹیررسٹ نہیں کہا گیا.........کیوں؟ اکثر غیر مسلم جہاد کے لفظ کو سن کر ڈر جاتے ہیں؟

جہاد عربی زبان کا لفظ ہے جو عربی روٹ ورڈ جہد سے نکلا ہے جسکے معنی ظالم لوگوں کے مقابل کوشش کرنا اور انصاف کے لئے جدو جہد کرنا ہیں۔ اسکا ہرگز یہ مطلب نہیں کے بے گناہوں کو قتل کیا جائے، اسکا مطلب یہ ہے کہ ہم ظالم کے خلاف کھڑے ہوں ظالم کے ساتھ نہیں، کیا آپ اب بھی یہ سوچ رہے ہیں کہ مسئلہ اسلام کا ہے؟

۱) پہلی جنگ عظیم ۱۷ ملین انسان ہلاک ہوئے اور اسکی وجہ مسلمان نہیں تھے۔

۲) دوسری جنگ عظیم میں ۵۰ سے ۵۵ ملین انسان ہلاک ہوئے اور اسکی وجہ مسلمان نہیں تھے۔ ناگاسا کی ایٹمی حملہ میں ۲۰ لاکھ افراد ہلاک ہوئے اور اسکی وجہ مسلمان نہیں تھے۔

۴) ویتنام کی جنگ میں ۵ ملین سے زیادہ افراد ہلاک ہوئے اور اسکی وجہ مسلمان نہیں تھے۔

۵) بوسنیا رکوسوو جنگ میں ۵۰ لاکھ افراد ہلاک ہوئے اور اسکی وجہ مسلمان نہیں تھے۔

۶) عراق کی جنگ میں اب تک ایک کروڑ ۲۰ لاکھ ہلاک اور اسکی وجہ بھی نہیں تھے۔

۷) افغانستان، عراق، فلسطین، برما، وغیرہ جنگوں میں بھی مسلمان نہیں تھے۔

۸) کمبوڈیا سن ۷۵ سے ۷۹ کے درمیان تقریباً تقریباً ۳ ملین انسان ہلاک ہوئے اور اسکی وجہ مسلمان نہیں تھے۔

مسلمان دہشت گرد نہیں اور دہشت گرد مسلمان نہیں۔۔۔ برائے مہربانی ہلاکتوں پر اپنا دوہرا معیار بدلیں.....

☆-----☆-----☆

(ماہنامہ ''فیض عالم'' بہاولپور آپ کا مذہبی ترجمان ہے اس کی مکمل سرپرستی کریں جس پتہ پر آپ کے نام رسالہ آرہا ہے اس میں اگر تبدیلی مطلوب ہو تو آگاہ کریں)۔

☆-----☆-----☆

﴿حصول علم کے لیے مشغول رہنا﴾

از: الحاج ملک اللہ بخش کلیار (مدینہ منورہ)

حضرت علی بن عثمان الہجویری رحمۃ اللہ علیہ ''کشف المحجوب'' میں ارشاد فرماتے ہیں، ہر شخص پر لازم ہے کہ احکام الٰہی اور معرفت ربانی کے علم کے حصول میں مشغول رہے، بندے کا علم وقت کے ساتھ فرض کیا گیا یعنی جس وقت پر جس علم کی ضرورت ہو اس کا حاصل کرنا فرض ہے۔ حضرت ابوعلی ثقفی علیہ الرحمۃ اللہ فرماتے ہیں، جہالت اور تاریکی کے مقابلے میں علم دل کی زندگی اور آنکھوں کا نور ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جہالت کے خاتمے سے دل کی حیات اور کفر کی تاریکی دور ہونے سے آنکھ کی روشنی یقینی ہے جس کو ایمان کی معرفت نہیں اس کا دل جہالت کی وجہ سے مردہ ہے اور جس کو شریعت کا علم نہیں اس کا دل نادانی اور غفلت کا مریض ہے، پس کافروں کے دل مردہ ہیں کیونکہ وہ خدا کی معرفت سے بے بہرہ ہیں۔ اہلِ غفلت کا دل بیمار ہے کیونکہ وہ اللہ کے فرمان سے بہت دور ہیں۔ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے تیس سال تک مجاہدہ کیا مگر مجھے علم اور اس کے پیروی سے زیادہ مشکل کوئی اور چیز نظر نہیں آئی۔ انکے فرمان کا مطلب یہ ہے کہ طبیعت کے نزدیک علم کے مطابق عمل کرنے کے مقابلے میں آگ پر پاؤں رکھنا زیادہ آسان ہے اور جاہل کے دل پر ہزار بار پل صراط سے گزرنا اس سے زیادہ آسان ہے کہ ایک علمی مسئلہ سیکھے، فاسق کیلئے جہنم میں خیمہ نصب کرنا اس سے زیادہ محبوب ہے کہ وہ کسی ایک علمی مسئلہ پر عمل پیرا ہو۔ حضرت یحییٰ بن معاذ رازی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے: تین قسم کے لوگوں کی صحبت سے بچو ایک غافل علماء سے، دوسرے مداہنت کرنیوالے فقراء سے

اور تیسرے جاہل صوفیاء سے، غافل علماء وہ ہیں جنہوں نے دنیا کو اپنے دل کا قبلہ بنا رکھا ہے، شریعت میں آسانی کے متلاشی رہتے ہیں، صاحبانِ اقتدار کی پرستش کرتے ہیں، ظالموں کا دامن پکڑتے ہیں، انکے دروازوں کا طواف کرتے ہیں، خلق میں عزت و جاہ اپنی معراج گردانتے ہیں، اپنے غرور و تکبر اور اپنی خود پسندی پر فریفتہ ہوتے ہیں دانستہ اپنی باتوں میں رقت و سوز پیدا کرتے ہیں، آئمہ سلف کے بارے میں زبان طعن دراز کرتے ہیں، بزرگانِ دین کی تحقیر کرتے ہیں اور ان پر زیادتی کرتے ہیں، اگر انکے ترازو کے پلڑے میں دونوں جہان کی نعمتیں رکھ دو تب بھی وہ اپنی مذموم حرکتوں سے باز نہ آئینگے، کینہ و حسد کو انھوں نے اپنا شعار دین قرار دیدیا ہے، بھلا ان باتوں کا علم سے کیا تعلق؟ علم تو ایک ایسی صفت ہے جس سے جہل و نادانی کی باتیں اربابِ علم کے دل سے فنا ہو جاتی ہیں، مداہنت کرنیوالے فقراء وہ ہیں جو ہر کام اپنی خواہش کے مطابق کرتے ہیں اگر چہ وہ باطل ہی کیوں نہ ہو، مخلوق سے ایسا سلوک کرتے ہیں جس میں جاہ و مرتبہ کی طمع ہوتی ہے، جاہل صوفیاء وہ ہیں جنہوں نے کسی استاد و مربی سے علم و ادب حاصل نہ کیا ہو، اور مخلوقِ خدا کے درمیان بن بلائے مہمان کی طرح خود بخود کود کر پہنچ گئے ہوں۔

''غوث اعظم لقب کس کا؟ غوث اعظم لقب صرف جیلانی کا''

حضور فیضِ ملت، مفسرِ اعظم پاکستان،، الحاج الحافظ القاری مفتی ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی نور اللہ مرقدہ کا نایاب رسالہ ''غوث اعظم لقب کس کا؟ غوث اعظم لقب صرف جیلانی کا'' شائع ہو گیا ہے۔ خواہش مند حضرات اس نمبر پر رابطہ کریں۔ (محمد سمیر اویسی 0092 300 2624 660)۔

انڈیا میں حضور فیضِ ملت علیہ الرحمہ کی تصانیف کی اشاعت مالیگاؤں، انڈیا سے محترم محمد عتیق رحمٰن رضوی نے بتایا کہ حضور فیضِ ملت نور اللہ مرقدہٗ کی تصانیف مبارکہ بہت زیادہ تعداد میں شائع ہو کر عوام اہلسنت تک پہنچ رہی ہے۔ ''ذاتی و عطائی کا فرق'' کے کئی ایڈیشن شائع ہوئے۔ حال ہی میں '' قرآن سکھاتا ہے آداب حبیب صلی اللہ علیہ وسلم'' کی اشاعت ہوئی ''النجلا فی تطور الاولیا '' اور ''معجزہ شق القمر'' پر کے لیے بھی ایک صاحب تخریج کا کام کر رہے۔ جبکہ ''تیرے دشمن سے کیا رشتہ ہمارا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم'' بھی دوبارہ بہت جلد شائع ہو رہی ہے۔ (ان شاء اللہ تعالیٰ)۔

﴿فتاوی صدیقہ جلداول﴾

جامعہ اویسیہ رضویہ بہاولپور کے فاضل حضور فیضِ ملت کے تلمیذ رشید حضرت علامہ مولانا مفتی محمد ہادی بخش صدیقی

سجادہ نشین درگاہ رحیم آباد شریف نے دور حاضرہ کے اہم ترین مسائل پر نہایت ہی تحقیق کے ساتھ فتوی جات تحریر فرمائے ہیں۔اس پہلے جلد میں عقائد پر بہت ہی باریک بینی سے تحقیق کی گئی ہے۔دیدار الٰہی ،علم غیب رسول ،حقیقت محمدیہ، تصرفات اولیاء،حیات بعد الممات پر لاجواب تحقیق ہے۔"کتاب الصلوۃ" میں بدعقیدہ امام کی اقتداء میں جماعت کا مسئلہ،نابالغ امام کی امامت،دیہات میں جمعہ کی جماعت پر اچھی تحقیق ہے۔نکاح وطلاق،اور رضاع کے مسائل بڑے احسن انداز میں بیان کئے گئے ہیں روزہ اور قربانی کے احکام ومسائل پر آسان بحث ہے۔تقسیم میراث کے مسائل بیان کئے ہیں عوام وخواص کے لیے علمی خزانہ ہے۔(کمپیوٹر کتابت عمدہ طباعت بہترین کاغذ صفحات ۸۰۶)۔

پتہ: جامعہ صدیقیہ معرفت ،جنگ ٹینٹ ہاؤس لاسی روڈ تحصیل حب ضلع لسبیلہ بلوچستان (0092 300 2421 806)

حضور فیضِ ملت مفسرِ اعظم پاکستان نور اللہ مرقدہٗ کے عرس مبارک کو عقیدت واحترام کے ساتھ منانے کے لیے عرس کمیٹی کا اہم ترین اجلاس ۱۳ اپریل ۲۰۱۶ء، جامعہ اویسیہ رضویہ بہاولپور میں ہوا۔ممبران کمیٹی رابطہ کریں تاکہ عرس کی تقریبات شاندار طریقہ سے منائی جائیں۔

پیرزادہ سید محمد منصور شاہ اویسی۔صدر اویسیہ عرس کمیٹی رابطہ (0092 333 9837 511)

﴿پروفیسر اقبال عظیم نعت نمبر﴾

کتابی سلسلہ"جہان نعت"ادارہ کے مدیر محترم محمد رمضان میمن بہت ہی مبارک باد کے مستحق ہیں کہ نعت گو عاشقان رسول شعراء کے حوالہ سے نمبر شائع کر کے ہم جیسوں کو محبتوں کے گلدستے دیتے رہتے ہیں۔زیرِ نظر خصوصی نمبر نعت گو شاعر محترم پروفیسر سید اقبال عظیم کی زندگی کے مختلف پہلوں کو بہت تحقیق سے شائع کیا گیا ہے۔ان کے نعتیہ کلام پر اہلِ علم ودانش کے تبصرے شامل ہیں۔ایک خوبصورت گلدستہ ہے۔

(پتہ: جہان نعت شارع مسجد حدیبیہ گلشن حدید فیز ۲،بن قاسم،ضلع ملیر۔کراچی)

صاحبزادہ محمد ریاض احمد اویسی مدینہ منورہ حاضر ہوئے: جگر گوشتہ فیض علامہ صاحبزادہ محمد ریاض اویسی (ممبر صوبائی امن کمیٹی پنجاب) گذشتہ ماہ مدینہ منورہ کی حاضری اور عمرہ شریف کی سعادت سے نوازے گئے۔حرمین شریفین میں بہت سارے علماء ومشائخ کرام سے ملاقات رہی۔ان کے ہمراہ صاحبزادہ محمد کوکب ریاض اویسی،محمد قرۃ العین اویسی،محمد اسجد احسان اویسی،بھی تھے۔(ادارہ)۔

حکومت اور تحفظِ ناموس رسالت کے لیے دھرنا دینے والوں کے مذاکرات: لاہور (سپیشل رپورٹر) حکومت اور دھرنا دینے والوں کے درمیان مذاکرات کی کامیابی میں وفاقی وزیر ریلوے خواجہ سعد رفیق، وزیر مملکت برائے مذہبی امور پیر امین الحسنات، وزیر خزانہ اسحاق ڈار، اویس انس نورانی، معروف تاجر حاجی رفیق احمد گیگا پردیسی نے اہم کردار ادا کیا۔ سینیٹر اسحاق ڈار نے دھرنا ختم کرنے کی صورت میں بعض مطالبات پر عمل کی یقین دہانی کرائی، حکومت نے خون خرابے سے بچنے کیلئے دھرنے والوں کو محفوظ راستہ دیا۔ تفصیلات کے مطابق بدھ کو ۴ روزہ احتجاج کے بعد ڈی چوک پر دھرنا دینے والے مذہبی جماعتوں کے رہنماؤں اور کارکنوں اور حکومت کے درمیان مذاکرات کامیاب ہوئے، جس کے بعد مظاہرین نے پرامن طریقے سے اپنا سامان لپیٹ کر مظاہرہ ختم کرنے کا اعلان کیا جبکہ مذاکرات کی کامیابی میں مسلم لیگ (ن) کے سینئر رہنماء و وفاقی وزیر ریلوے خواجہ سعد رفیق، وزیر مملکت برائے مذہبی امور پیر امین الحسنات، وفاقی وزیر خزانہ سینیٹر اسحاق ڈار، اویس انس نورانی، معروف تاجر حاجی رفیق احمد گیگا پردیسی نے اہم کردار ادا کیا۔ مذاکرات میں شامل دیگر افراد میں علامہ خادم حسین رضوی، آصف اشرف جلالی، پیر افضل قادری، سنی تحریک کے سربراہ ثروت اعجاز قادری اور دیگر شامل تھے۔ ذرائع کے مطابق وزیر اعظم ہاؤس میں وزیر اعظم نواز شریف کی زیر صدارت ہونے والے اعلیٰ سطحی اجلاس میں وزیر ریلوے خواجہ سعد رفیق نے مذاکرات کی ذمہ داری لی تھی اور کہا تھا کہ انہیں یہ ذمہ داری دی جائے تو وہ معاملے کو پرامن طریقے سے حل کروالیں گے، جس کے بعد مذہبی جماعتوں کے قائدین، ثالثین اور حکومتی نمائندوں کے درمیان خواجہ سعد رفیق کی رہائش گاہ پر مذاکرات ہوتے رہے۔ پیر امین الحسنات کے بھی مذکورہ مذہبی جماعتوں کے عہدیداروں کے ساتھ قریبی تعلقات ہیں انہوں نے لیاقت باغ میں ممتاز قادری کی نماز جنازہ میں بھی شرکت کی تھی، اس لئے انہیں بھی مذاکراتی عمل میں شامل کیا گیا۔ ذرائع کے مطابق مذاکرات کے آخری مرحلے میں وفاقی وزیر خزانہ سینیٹر اسحاق ڈار کو بلایا گیا جنہوں نے مذہبی تنظیموں کے قائدین کو یقین دہانیاں کرائیں جس کے بعد دھرنا ختم کردیا گیا۔ (ملخصاً روزنامہ پاکستان)۔

معذرت کے ساتھ کیا دھرنا کامیاب ہوا؟: جو لوگ اسلام آباد کے تحفظ ناموس رسالت دھرنا کے قائدین پر تنقید کر رہے ہیں یہ لوگ اُس وقت کہاں تھے جب دھرنا دیا جا رہا تھا جب قائدین اور کارکنان بھوک اور پیاس کی سختیاں برداشت کرنے کے باوجود بھی ڈٹے ہوئے تھے۔ اگر آپ کے خیال میں دھرنے کا مقصد حل نہیں ہوا تو اب آپ میدان میں اتر کے دیکھ لو پھر پتہ چلے گا کہ گفتار کا غازی بننا کتنا آسان ہے۔

اسلام آباد دھرنے کا اصل مقصد تحفظ ناموس رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قانون C-295 کا تحفظ اور گستاخِ رسول اللہ کو سزا دینے کی یقین دھانی تھی۔ جو اللہ کے کرم سے مذکرات کے ذریعے کامیاب ہوا۔ تمام قائیدین اہلسنت اور علماء کرام و سنیوں کے سر کے تاج کا میں شکر یہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اس دھرنے کو کامیاب بنایا اللہ ہمارے علماء کی حفاظت فرمائے۔ ان کو اسی طرح دین کی خدمت کرتے رہنے کی توفیق نصیب فرمائے اور ہمیں ان کا ادب و احترام کرتے رہنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ (آمین)۔

جہاں تک سوال غازی ملک ممتاز حسین قادری شہید کو سرکاری طور پر شہید قرار دینے کا تو جسے پیارے آقا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربار عالیشان سے شہادت کا درجہ مل گیا ہو (احادیث نبوی کے مطابق) تو اسے دنیا کی کسی سرکار سے شہید کا لقب لینے کی کوئی حاجت نہیں۔ غازی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا مرتبہ پالیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے صدقے ہمارے ایمان کی حفاظت فرمائے اور ہمیں پکا سچا عاشق رسول بنائے۔ (آمین)۔

دھرنے کی بہت سی کامیابیاں ہیں اگر بغض و کینہ سے سینے پاک کر کے دیکھو تو۔ مثلاً:

۱) اس کا اصل مقصد ناموسِ رسالت کے قانون کی اہمیت مسلمانان پاکستان کیلئے کیا ہے اس کو حکومت اور بیرونی دنیا کو دجالی میڈیا کے ذریعے سے دیکھنا تھا۔ اس میں زبردست کامیابی ہوئی۔

۲) حکومت کے دو انتہائی اہم لوگوں کے زریعے سے C-295 ناموسِ رسالت کے قانون کو تبدیل نہ کرنے کی ضمانت عوامی دباؤ کی وجہ سے دی گئی۔ جس سے قادیانی لابی اور بیرونی طاقتوں کو بڑی پریشانی اور تکلیف ہوئی ہے اور ابھی اور بھی ہوگی۔ اور اب ان شاء اللہ تعالیٰ حکومت اس قانون سے چھیڑ چھاڑ کا نہیں سوچے گی۔

۳) وہ میڈیا جو تحفظ ناموسِ رسالت کے لئے شہادت پیش کرنے والے عظیم سپاہی کا نام تک نہ لیتا تھا۔ اس ممتاز قادری کے جنازہ سے لے کر دھرنا تک سب کچھ دیکھانا پڑ گیا۔ اس کو کہتے ہیں: کہ حق کو جتنا دباؤ گئے اتنا ہی اٹھے گا۔

۴) عوام اہلسنت میں زبردست سیاسی بیداری بھی پیدا ہوئی اور سنی مسلمانوں نے اپنا آپ بھی منوالیا۔ شہر شہر اپنی طاقت وقوت کا مظاہرہ بھی کر کے دیکھا دیا۔ اور بتا دیا کہ پاکستان میں سنی غیور مسلمان کی اکثریت ۷۰ سے ۸۰ فیصد ہے۔

۵) میڈیا کی بے حیائی کا پردہ بھی فاش ہوا جس سے ان کو بڑی تکلیف ہے اور اس مسلہ پر گفتگو ہوئی۔ اور اس پر قابو کرنے پہ اتفاق ہوا۔

یہ ضروری نہیں کہ آپ کے تمام مطالبات مان لئے جائیں .... صلح کرنے کے بھی کچھ اصول ہوتے ہیں دونوں طرفہ

جماعت کی باتوں پر غور ہوتا ہے اور پھر اک نقطہ پر دونوں جماعتیں متفق ہوتی ہیں ....یا دکرو صلح حدیبیہ کو ...اس وقت بھی کچھ ایسے فیصلے لینے پڑے جو بظاہر طور پر مسلمانوں کے حق میں نہ تھے۔مگر صحابہ کرام علیہم الرضوان نے اپنے پیارے آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ چوں چراں تک نہ کی اور صبر و تحمل سے کام لیا۔ہاں کچھ منافق ضرور تھے اس وقت بھی اور اب بھی یہی ہو رہا ہے۔منافقین علماء کے خلاف بھڑکا رہے ہیں۔ایسے برساتی مینڈکوں کی کسی بات پر کان نہ دھریں۔اور علماء کا ادب واحترام کرتے رہیں۔علماء ہم سے زیادہ علم والے ہیں۔

علماء حق کا ادب کریں اور ان کے لئے نازیبا الفاظ استعمال نہ کریں کہیں ان سے بے ادبی سے بات کرنے اور پکارنے سے آپ کا ایمان ابلیس اور بلعم باعور کی طرح خطرے میں نہ پڑ جائے۔

(دراصل یہ جو تنقید کررہے ہیں یہ انٹرنیٹ کے غازی اور باتوں کے شہید سمجھتے ہیں خود کو)

☆......☆......☆

☆......☆